اباحتہ السماع ولو مع العود والیراع

مصنف

استاذ العلماء
حضرت علامہ نور احمد انور فریدی رحمتہ اللہ علیہ

پیشکش
صاحبزادہ حضرت مولانا احمد علی فریدی مدظلہ العالی
خطیب و مہتمم عیدگاہ نوریہ فریدیہ جتوئی

☆ناشر☆
مکتبہ نوریہ فریدیہ جتوئی ضلع مظفر گڑھ
ہدیہ 40 روپے

نام کتاب : اباحتہ السماع ولومع العود والیراع

مصنف : استاذ العلماً علامہ نور احمد انور فریدی رحمتہ اللہ علیہ

مقدمہ نگار : غلام جیلانی چاچڑ

کمپوزنگ : سلیمان کمپوزنگ سنٹر علی پور، محمد نوید اختر جتوئی

پروف ریڈنگ : غلام جیلانی چاچڑ

ایڈیشن : اول

ناشر : مکتبہ نوریہ فریدیہ جتوئی ضلع مظفر گڑھ

سٹاکسٹ : مکتبہ نوریہ فریدیہ جتوئی ضلع مظفر گڑھ

۷۸۶
۹۵

حامداً و مصلیاً

انتساب

فقیر اپنی اس ناچیز تالیف کو سلطان الاصفیاء حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہٗ کے نام نامی اور اسم گرامی سے معنون کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے۔

گر قبول افتدز ہے عز وشرف

فقیر نور احمد انور فریدی ناز کی غفرلہٗ

ابن حضرت قبلہ مولانا مولوی محمد عبد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

راجپوت بھٹی ساکن جتوئی ضلع مظفر گڑھ (مغربی پاکستان)

فہرست

تقریظ

فقیہ العصر حضرت مولانا نیاز احمد صاحب فریدی

مولوی فاضل، منشی فاضل، خطیب جامع مسجد بہادر خان علی پور

فقیر کا مشرب اہل چشت سے مربوط ہے۔ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ کے بڑے بڑے بزرگ مثلاً فخر الاولیاء حضرت معین الدین چشتی اجمیری، عمدۃ الاتقیا حضرت قبلہ قطب الدین بختیار کاکی، مخزن العرفان قبلہ حضرت فرید الدین شکر گنج پاکپتنی وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین سماع کے قائل تھے۔ خود محافل سماع منعقد کراتے اور ان مجالس میں ان پر جو وجدانی کیفیت طاری ہوتی۔ تاریخ شاہد ہے کہ اس کیفیت کا اندازہ کسی ماضیہ یا حالیہ مجالس سے نہیں ہوسکتا۔ میرے مشائخ کرام اور میرے اساتذہ محافل سماع میں شریک ہوتے۔ اور ذوق کا یہ عالم ہوتا کہ اپنے وجود سے بے خبر ہو جاتے، اگرچہ باقی سلاسل ثلثہ سماع نہیں کرتے۔ لیکن اسکے جواز سے بھی ان انکار کہیں بھی ثابت نہیں ہوتا۔ منکرین سماع اپنی کمزور دلائل سے سماع کی نفی کرتے رہے ہیں۔ اور موجودہ وقت میں بھی بعض الناس بزرگان دین کے اس رویہ کو محل نزاع بنا کر اہل چشت سے وابستہ عقیدتمندوں کو جادۂ مستقیم سے بھٹکانے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ ایسے وقت میں جبکہ بے ذوقی اور بدشوقی کی تلقین ہر طرف جاری ہو، ضرورت تھی کہ بزرگان دین کے اس مسلک کو شریعت کی کسوٹی پر پرکھا جاتا۔ اور قوی دلائل سے اس مسئلہ کو ثابت کیا جاتا۔ مولانا نور احمد صاحب انور فریدی دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے علمی تبحر سے اس ضرورت کے پیش نظر مسئلہ سماع کی تحقیق پر یہ رسالہ تحریر فرمایا۔ جس میں مسئلہ زیر بحث کے ہر پہلو پر آیات شریفہ، احادیث کریمہ اور اقوال و اعمال

بزرگان دین سے روشنی ڈالی۔ جواز سماع کی عقلی ونقلی دلائل پیش کیئے۔اور منکرین سماع کے دلائل کے جوابات دیئے۔ الحق مولانا نے جس اسلوب سے مسئلہ کے اثبات میں براہین قاطعہ پیش کی ہیں وہ ان کے تبحر علمی پر دال ہیں۔اور ذوق قلبی کی نشاندہی کرتی ہیں۔ اہل ذوق کیلئے صرف سپر کا کام نہیں دینگی۔ بلکہ ان کے ذوق میں بھی اضافہ ہوگا۔ منکرین اگر تعصب کی پرخار وادی سے نکل کر اپنی عقل رسالے کام لیں۔ تو ومن الناس من یشتری لہو الحدیث کے پیش کردہ معانی اور معارف سے ان کے تمام نظریات ہباء منثورا ہوکر رہ جائینگے۔ یہ مختصر رسالہ جہاں وابستگان اہل چشت کی روحانی مسرت کا موجب ہے۔ وہاں منکریں سماع کیلئے بھی مشعل ہدایت ہے۔ ذرا دلائل پر غور کریں۔ اور موضوع مسئلہ کے مالہ وماعلیہ کو سمجھیں تو میرے خیال میں ان براہین ساطعہ کے بعد انہیں قطعاً جواز سماع سے انکار کی گنجائش نہیں رہے گی۔اور انہیں فقہ کے اس اصول کے پیش نظر "الاصل فی الاشیاء اباحۃ" تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ سماع ایک مباح امر ہے۔ کیونکہ اسکی حرمت پر کوئی صریح نص یا حدیث متواتر یا اسکی کراہت پر کوئی حدیث مشہور وارد نہیں ہوئی۔ لامحالہ جب اسکی حرمت پر نص صریح اور احادیث متواتر و مشہور وارد نہیں ہوئیں تو اباحت سے انکار کرنا اگر تعصب اور ہٹ دھرمی نہیں تو کیا ہے۔ سلسلہ اہل چشت مولانا ممدوح کی ان مساعی جمیلہ کا شکر گزار ہے کہ انہوں نے ایسے وقت میں سلسلہ عالیہ کی امداد فرمائی ہے۔ جبکہ ہر طرف سے اس سلسلہ کو غبار آلود کرنے کیلئے آندھیاں چل رہی ہیں۔ فجزاھم اللہ و احسن الجزا۔

نیاز احمد فریدی

خطیب جامع مسجد بہادر خان علی پور ۱۰ شوال المکرم ۱۳۸۲ھ

حرفِ عقیدت

کچھ مدت پہلے محترم ومکرم حضرت مولانا احمد علی فریدی زاد شرفہٗ اپنے نور نظر نوید احمد فریدی کے ہمراہ راقم الحروف کے ہاں تشریف لائے اور اپنے والد محترم حضرت علامہ نور احمد انور فریدی رحمۃ اللہ علیہ کی لاجواب کتاب "اباحۃ السماع ولومع العود والیراع" کا قلمی نسخہ عطا فرمایا اور انتہائی خلوص، سچے جذبے کے ساتھ اپنی نیک تمنا کا اظہار کچھ یوں فرمایا "قبلہ ابا حضور کی یہ انتہائی علمی و تحقیقی کاوش جس طرح معنوی حسن سے مرصع ہے ایسے ہی ظاہری حسن سے آراستہ پیراستہ ہو اور نہایت ہی معیاری کمپوزنگ کے ساتھ حتی المقدور اغلاط سے مبرا ہوکر اپنی تمام تر تابانیوں اور رعنائیوں کے ساتھ کم وقت میں منظر عام پر آجائے میری زندہ تمنا ہے کہ کتاب نظر نواز ہو، نگاہیں شاداب ہوں۔ اس سے پہلے کہ پیک اجل آپہنچے اور آنکھیں بند ہوجائیں"۔

موجودہ سائنسی دور کی ایجادات اور ان کی عام سہولتیں جس قدر شہر میں بآسانی میسر ہوسکتی ہیں وہ دیہات کے ایک پسماندہ علاقے میں کہاں حاصل اس لئے طبیعت پہ ایک گھٹن سی محسوس ہوئی کہ یہ کام (کمپوزنگ اور دیگر لوازمات) دیہات میں رہ کر کیسے انجام پذیر ہوسکتا ہے۔ وہ دیہات جہاں مسائل زیادہ اور وسائل بہت ہی کم، پھر وہاں درس وتدریس، تالیف وتصنیف کی مصروفیت بچوں کی تعلیم وتربیت کچھ گھریلو ذمہ داریاں، نیز معاشرتی ناہمواریوں کی وجہ سے ذہنی

تناؤ ڈیپریشن دوزخ شکم بھرنے کے لئے اور رزق حلال کی تگ و دو میں وقت کا استعمال پھر دیہات کی کچی سڑکیں اور ذاتی سواری کے فقدان کی صورت میں کمپوزنگ کے لئے ٹائم لینا اور اس مشق ومزاولت میں نہ جانے کتنے چکر کاٹنے پڑتے ہیں اس کا صحیح اندازہ اس شعبہ سے وابستہ لوگ ہی کر سکتے ہیں۔ یہ تمام تر تکلیفیں میں نے خندہ پیشانی کے ساتھ بطیب خاطر قبول کیں یہ سب کچھ خالق کائنات کے فضل وکرم مالک کائنات حضور ﷺ کی رحمت خاص اور بزرگان دین کی نگاہ کیمیاء اثر کا فیضان خاص ہے۔ میرے دل ناتواں میں یہ جذبہ صادق، لگن ،تڑپ اور فزوں تر ہے کہ ہمارے بزرگوں کا وہ تحریری قیمتی اثاثہ جو گوشہ گمنامی میں پڑا ہے وہ چھپ کر سامنے آئے۔

علامہ فریدی صاحب کی ذات گرامی بھی ان مظلوم شخصیات میں سے ایک ہیں جنہیں دانستہ یا غیر دانستہ طور پر بھلا دیا گیا۔ ان کے حق گو اور حقیقت رقم قلم سے جو کچھ ضبط تحریر میں آیا وہ اب تک چھپ کر اہل علم کے سامنے نہ لایا جاسکا۔

میری عقیدت ومحبت جو حضرت فریدی سے وابستہ ہے وہ اب میرے کام آئی جس نے مجھے دیہات کے ایسے سنگین مسائل میں پست ہمت نہ ہونے دیا بلکہ میرے عزائم کو پختہ اور میری تمناؤں کو جواں کر دیا حضرت فریدی صاحب اور ان کی تصانیف پر بہت پہلے کام ہونا چاہیے تھا مگر ہماری تساہل پسندی تن آسانی اور سدا بہار گلشن علم سے دوری اور محرومی نے ہمیں اپنے اسلاف سے

کٹ کر رکھ دیا اس پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے۔ علامہ انور فریدی کی تخلیقات پر ان کے وصال کے بعد یہ اولین کاوش ہے اگر خدا نے چاہا تو یہ سلسلہ جاری رہے گا اور مستقبل قریب میں ان کی ملی اور مذہبی خدمات عالیہ اور شخصی حالات کو اجاگر کیا جائے گا۔ عربی فارسی اور مشکل اُردو سے تحقیقی مقالات کی اشاعت و طباعت ایک مشکل کام ہے اس کام کے لئے علمی لیاقت وصلاحیت کے ساتھ کس قدر عرق ریزی اور جگر کاوی سے فکرونظر سنبھال کر بار بار پڑھنا اور درست کرنا پڑتا ہے۔ پھر بھی غلطیاں باقی رہ جاتی ہیں جیسا کہ اہل علم سے پوشیدہ ہیں اس لئے ہمیں اپنی کم مائیگی تقصیر فہم اور قصور نظر کا پورا پورا اعتراف ہے اہل علم جہاں کہیں سقم محسوس کریں تو اصل مصنف نہیں بلکہ ہماری کم علمی اور عدم التفاعت پر محمول کریں اور نشاندہی فرمائیں احسان ہوگا۔

محترم المقام حضرت مولانا احمد علی فریدی کا ممنون ہوں کہ انہوں نے کمال فراخ دلی سے اس ناچیز کو اپنے والد محترم کی خدمات جلیلہ پر کام کے لیے منتخب فرمایا۔ اور نشر واشاعت کے جملہ مراحل میں مکمل مالی معاونت فرما کر اپنے والد ذی وقار کے مشن کی تکمیل میں ایک مستحسن قدم اٹھایا جو قابل فخر ہے۔

محترم ذوالمجد والکرم خواجہ محمد الطاف صدیقی صاحب نے جس خلوص محبت کا مظاہرہ فرمایا وہ اپنی دیرینہ عقیدت و
محبت کے پیش نظر حضرت فریدی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کی اشاعت پر جس فراخ دلی

سے اعانت فرمائی وہ نہ صرف قابل ستائش ہے بلکہ دیگر وابستگان اہل سنت کے لئے دعوت فکر بھی ہے اور قابل رشک بھی۔

مکتبہ نوریہ فریدیہ کا قیام نہایت ہی قابل تحسین قدم ہے میں مکتبہ ہذا کے منتظم اعلیٰ اور اراکین وغیرہ کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ حضرت فریدی صاحب کے نوجوان بیٹے نوید احمد فریدی محمد بلال فریدی (ایم۔اے) نے کتاب ہذا کی طباعت اور ٹائٹل وغیرہ کے تیار کرنے میں جو محنت ومشقت کی وہ بارآور ثابت ہوئی رب قدیر ہم سے راضی ہو اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ (آمین)

نیاز مند

غلام جیلانی چاچڑ نقشبندی

ٹھٹھہ چنڈر یز جھگی والہ تحصیل جتوئی

11-6-06

میرے ابا حضور

صوفیاء کرام وہ مقدس نفوس ہیں جن کے قلوب دنیا اور اس کی محبت سے عاری ہوتے ہیں۔ ان کے روشن دلوں میں صرف اللہ اور اس کے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی محبت ہی موجزن ہوتی ہے۔ صوفیاء کرام کا ایک جم غفیر سماع کو فقط مباح ہی نہیں بلکہ مستحب اور محبوب جانتا ہے اور اسے اپنی روحانی غذا تصور کرتا ہے۔

پیش نظر کتاب ''اباحۃ السماع ولومع العود والیراع'' میرے والد محترم حضرت علامہ نور احمد انور فریدی رحمۃ اللہ علیہ کی محنت شاقہ کا ثمر ہے جس میں آپ نے دلائل ساطعہ اور براہین قاطعہ سے جواز سماع کو بطریق احسن اپنے محتاط اور تحقیقی قلم سے ثابت کیا ہے۔ بلاشبہ آپ فضل وکمال اور تقویٰ وطہارت میں ایک روشن مثال عالم دین تھے۔ حضرت فریدی رحمۃ اللہ علیہ ایک روشن ضمیر صوفی اور صوفیاء کرام سے محبت رکھنے والے ایک بیدار مغز فقیہ اور جامع الصفات مرد عارف تھے۔ انکی یہ بلند پایہ علمی اور روح پرور تحقیقی تصنیف صوفیاء، علماء، طلباء اور عوام سب کے لئے بے حد مفید ثابت ہوگی۔

مجھے اس بات کے اعتراف میں کوئی تامل نہیں کہ ابا جی قبلہ کی رشک بہار علمی و روحانی شخصیت اور انکے مستند ومعتمد تحقیقی مقالہ جات پر آج سے بہت پہلے کام ہو نا چاہیے تھا۔ مگر ہماری کوتاہی، تساہل پسندی اور بعض معاملات ومسائل جو

درمیان میں حائل رہے ہم آپ کی خدمات جلیلہ کو بروقت منظر عام پر نہ لا سکے جس پر ہم آپ کی روح پر فتوح اور حضرت کے معتقدین اہل محبت حضرات سے معذرت خواہ ہیں۔ اب ربِّ ودود کے بے پایاں فضل وکرم سرکار دو عالم ﷺ کی عنایت خاص اور اہل نظر صوفیاء کرام کی نگاہ فیض سے امید واثق ہے کہ دینی کتب کی نشر واشاعت کا یہ سلسلہ جاری رہے گا (انشاء اللہ عزوجل)

اس سلسلے میں عاشقان پاک طینت اہل دل غیور سنی مسلمانوں کے لئے یہ خبر ''نوید سحر'' سے کم نہیں کہ ہم نے والد محترم کی کتب کو زیور طباعت سے آراستہ کرنے کی غرض سے ''مکتبہ نوریہ فریدیہ'' (جتوئی) تشکیل دیا ہے۔

مقام مسرت ہے کہ میرے عزیزان محمد بلال احمد فریدی (ایم۔اے) محمد ظفر فریدی، محمد نوید فریدی اس کار خیر میں ذاتی دلچسپی سے اپنے فرائض سرانجام دینے کے لیے کمر بستہ ہیں اس قرینے سے وہ اپنے جدّ محترم رحمتہ اللہ علیہ کی روحانی نظر کرم اور فیوض برکات سمیٹ سکتے ہیں۔ مکتبہ کے قیام اور اس میں خصوصی اعانت کے حوالہ سے مرکزی حیثیت حضرت کے عقیدت مند خواجہ محمد الطاف صدیقی کی ذات گرامی ہے رب قدیر انکی ملی و مذہبی خدمات کو قبول فرمائے۔

اس موقع پر عزیز القدر مولانا غلام جیلانی چاچڑ کا ذکر خیر اور حوصلہ افزائی یقیناً ضروری ہے۔

چونکہ انہوں نے میری خواہش پر کتاب ہذا کے لئے ایک مبسوط مقدمہ تحریر

لیا۔ ان کی اس بے لوث تگ ودو سے یہ تحریری کام (کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ) احسن طریقے سے انجام پذیر ہوا مولائے لم یزل سب کو جزاء خیر عطا فرمائے (آمین)

احقر، محمد علی فریدی

خطیب جامع مسجد نوریہ فریدیہ جتوئی

منتظم اعلیٰ مکتبہ نوریہ فریدیہ

19-07-06

مقدمہ

سماع ایک پر کیف، سحر انگیز اور ایسی عجیب چیز ہے ۔جس کی حلاوت اور چاشنی وہ بخت آور اھل محبت آدمی ہی پا سکتا ہے۔جس کا دل عشق کی دولت سے سرشار ہو۔جسے شراب مصفیٰ کے جرعے پیر مغاں کی نظر کیمیاء اثر سے نصیب ہوے ہوں۔یہ وہ چسکا ہے کہ جس کی لذت میں محو ہو کر بعض مردان خدا نے دم توڑ دیا۔مجالس صوفیاء میں اس قسم کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔صوفیاء چشت اہل بہشت کے عظیم روحانی پیشوا حضرت فرید الدین گنج شکر نے فرمایا ''بعض مردان خدا سماع ہی میں فوت ہو گئے''۔اس کے بعد فرمایا کہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ ربیع الاول کے مہینے میں ان دوبیت کا سماع سنتے تھے۔

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جان دیگر است

عقل کے داند کہ ایں رمز کجا است ایں حکایت را بیانے دیگر است

نماز کے وقت ہوشیار ہو کر نماز ادا کرتے اور سماع میں مشغول ہو جاتے حتیٰ کہ بدن سے خون جاری ہو گیا اور دنیا سے کوچ کر گئے۔آپ عشق میں ایسے جلے کہ غسل دیتے وقت جب جسم پر پانی ڈالا گیا تو گوشت پارہ پارہ ہو گیا [1]

اس جیسا ایک اور واقعہ حضرت بابا فرید الدین رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے میں بھی پیش آیا۔چنانچہ حضرت شیخ نظام الدین دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک مرد خدا سماع ہی میں فوت ہو گیا۔تو یہ دل میں شوق پیدا ہوا کہ کوئی ایسا آدمی ملے جو اس مجلس میں حاضر تھا۔تا کہ اس سے

[1] مجالس حسنہ بحوالہ نقد ملفوظات ص ۷۸،۷۹ از پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد فاروقی دہلی، سیر العارفین از امام جمالی رحمتہ اللہ علیہ اردو ترجمہ پروفیسر محمد ایوب قادری ص ۳۹۔

اس مرد کا حال معلوم ہو جائے۔پس ہم اس شہر میں گئے۔جہاں یہ واقعہ ہوا تھا۔بڑی تلاش اور جستجو کے بعد ایک آدمی سے ملاقات ہوئی۔اس نے کہا کہ میں مجلس میں حاضر تھا۔وہ ایک اندھا بوڑھا آدمی تھا۔ہم نے اس سے حال دریافت کیا۔تو اس نے کہا کہ وہ سماع میں ایسے محو ہو گئے کہ سماع ہی میں انتقال ہو گیا [1]

سماع کی حالت میں مرنے کی خواہش

حضرت شیخ نظام الدین رضی اللہ عنہ تمام عمر اسی افسوس میں رہے کہ سماع کی حالت میں موت آ جائے۔آپ کے مرشد گرامی حضرت فرید الملت والدین رحمتہ اللہ علیہ اپنے حجرہ خاص میں کیفیتِ حال میں تھے۔آپ نے سوچا وقت خاص ہے۔حضرت سے فیض و نعمت حاصل کروں حجرہ میں داخل ہو گئے۔پیر کامل نے جب انہیں دیکھا تو فرمایا ''نظام الدین مانگ''عرض کی مخدوم کو مانگتا ہوں۔حضرت نے فرمایا جو کچھ تو نے مانگا میں نے دیا۔چنانچہ حضرت نظام الدین افسوس کیا کرتے تھے۔کہ میں نے حضرت سے یہ بھی کیوں نہ مانگا کہ میری موت سماع کی حالت میں ہو۔[2]

حضرت شیخ حمید الدین ناگوری کا سماع

شیخ المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی سے منقول ہے۔کہ اگر چہ شیخ

[1] مجالس حسنہ بحوالہ نقد ملفوظات صفحہ نمبر 68-69،نمبر 2 سیر العارفین اردو ترجمہ ڈاکٹر محمد ایوب قادری۔واضح رہے مجالس حسنہ حضرت شیخ حسن محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظات ہیں۔جن کے جامع اور مولف حضرت خواجہ شیخ محمد چشتی ہیں۔(حضرت شیخ محمد چشتی کے خلیفہ اعظم شیخ یحیی مدنی تھے جن سے اجازت وخلافت حضرت شاہ کلیم اللہ متوفی ۱۱۲۲ھ کو حاصل ہوئی تھی) مکتوبات کلیمی بحوالہ نقد ملفوظات صفحہ نمبر 63

[2] اردو ترجمہ سیر العارفین ملخصاً صفحہ نمبر 116،حضرت میر عبدلواحد بلگرامی کی سبع سنابل فارسی میں ہے۔''کہ میں نے دین میں استقامت مانگی مگر عمر بھر افسوس رہا کاش کہ میں حالت سماع میں موت مانگتا''(غلام جیلانی)

حضرت حمید الدین ناگوری حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے مرید وخلیفہ تھے۔ لیکن سماع میں ان کو غلو تھا۔ بعض سہروردی حضرات سماع کبھی اتفاق سے سنتے ہیں۔ لیکن انہوں نے سماع کا سکہ جما دیا۔[1]

شیخ شہاب الدین سہروردی اور مخدوم بہاء الدین زکریا ملتانی کا سماع

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ ءاجل حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں عبداللہ نامی ایک گلو شخص اور خوش کلام قوال روم کی طرف سے ملتان پہنچا۔ قدم بوسی سے مشرف ہوا اور عرض کیا کہ میں حضرت شیخ الشیوخ (شہاب الدین) کی خدمت سے مشرف ہو کر آیا ہوں۔ حضرت نے میری خوش الحانی کی وجہ سے سماع میں شرکت فرمائی ہے۔ شیخ الاسلام نے فرمایا ''چونکہ میرے شیخ نے سنا ہے زکریا بھی سنے گا'' بعد نماز عشاء خادم کو حکم دیا کہ اسے فلاں کمرے میں لے جاؤ اور بٹھاؤ۔ رات کا ایک حصّہ گزرنے کے بعد حضرت شیخ حجرے میں تشریف لے گئے۔ اور دو پارے کی تلاوت فرمائی پھر سماع کا حکم دیا قوال نے جب آواز نکالی اور اس شعر کو بار بار پڑھا۔

مستاں کہ شرابِ ناب خوردند

از پہلوئے خود کباب خوردند

ترجمہ: عاشق اور دیوانے جو خالص شراب (محبت) پیتے ہیں۔ گویا کہ وہ اپنے پہلو سے کباب کھاتے ہیں۔

---

[1] سیر العارفین مترجم صفحہ نمبر 212 (شیخ جمالی) حضرت شیخ ناگوری رحمتہ اللہ علیہ جلیل القدر صوفی اور عظیم مصنّف ہو گزرے ہیں ''طوالع الشموس'' در شرح اسماء حسنیٰ میں ایک بے مثال کتاب ہے (اخبار الاخیار) لوامع لوائح مطالع شرح چہل حدیث آپ کی یادگار کتابیں ہیں (دلی کے بائیس خواجہ)

حضرت شیخ نے سر ہلایا حجرے میں موجود چراغ کو گل کر دیا۔ عبداللہ قوال کا کہنا ہے کہ جب ہمارے نزدیک آتے ہم ان کے کرتے کا دامن دیکھتے تھے۔ اور کچھ نہ جانتے تھے کہ ان کے وجد کی کیا کیفیت تھی۔ اور کس انداز پر تھا۔[1]

شیخ نظام الدین کا وجد اور عالم ملکوت وجبروت کی سیر

سید خورد کرمانی سے نقل ہے کہ فرید الملت حضرت شیخ گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے عرس مبارک کے موقع پر حضرت شیخ رکن ابوالفتح ملتانی بھی موجود تھے۔ دوران سماع حضرت شیخ رکن نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کو وجد اور حال آیا وہ کھڑے ہونا چاہتے تھے مگر حضرت رکن عالم شاہ نے اپنے ہاتھ سے ان کا دامن پکڑ لیا اور کھڑا نہ ہونے دیا کہ وہ اُٹھ کر وجد میں آئیں اور گھومیں کچھ دیر بعد آپ پھر وجد کے ارادے سے اُٹھے اس مرتبہ حضرت شیخ ملتانی نے اُن کا دامن نہیں پکڑا بلکہ خود بھی دیگر مشائخ کی طرح کھڑے ہو گئے جب فراغت کے بعد اُپنے مکان پر واپس آئے تو مولانا علم الدین نے عرض کیا کہ یہ بات سمجھ میں نہ آئی کہ پہلی مرتبہ وجد کے قیام کے وقت آپ نے حضرت کا دامن کیوں پکڑ لیا تھا اور انہیں کھڑا کیوں نہیں ہونے دیا دوبارہ جب وجد کے ارادے سے اٹھے تو آپ نے ان کے دامن پر ہاتھ نہیں ڈالا اور کھڑے ہونے سے نہیں روکا اس کا کیا سبب تھا؟ حضرت شیخ رکن الدین نے جواب دیا کہ میں نے حضرت کو پہلی مرتبہ عالم ملکوت (فرشتوں کا جہان) میں پایا اور دوسری مرتبہ انھیں عالم جبروت (اسم از صفتِ الٰہی) میں دیکھا اور اپنا ہاتھ روک لیا۔[2]

---

[1] سیر العارفین شیخ جمالی ص 160 ملخصاً۔

[2] سیر العارفین ص 4-203 اردو ترجمہ محمد ایوب قادری۔

حضرت پیران پیر محبوب سبحانی کا سماع

سلسلہ ءعالیہ قادریہ کے بانی پیرِ پیراں میر میراں حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ سے بھی سماع ثابت ہے صاحب ''اقتباس الانوار'' جو کہ مشائخ چشت سے ہیں اپنی کتاب مذکور میں خواجہ ءخواجگان حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ اور حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی ملاقات کا واقعہ بعض ثقہ لوگوں کی زبانی اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

''چوں خواجہ بزرگ درقصبہ جیپال تشریف آورد حضرت غوث اعظم برائے قوالاں راطلبید و مجلس ترتیب داد حضرت خواجہ بزرگ بوجد سماع درآمد حضرت غوث اعظم عصائے دست مبارک گرفتہ بُود واشک از چشم مبارک می ریخت ناگاہ سر عصائے وی رضی اللہ عنہ بجنبش درآمد خادم گفت چگونہ باشند کہ سر عصائے شما بجنبد آنحضرت فرمودنمی بنی عارف کامل درسماع ورقص است وازعرش تاثری ہمہ اشیائے عالم بمتابعت وی دررقص اندمنم کہ تمام عالم رابقوت ولایت نگاہ می دارم والا دراں حالت وقتے روی دادہ است کہ کونین زیرزبر گردد و ہمہ اشیاء ازعرش تاثری از مقام خویش انتقال کردہ برقص درآیند وہمراہ ایں عارف کامل گردند وفتنہ وغوغائے عظیم درعالم واقع شود''

ترجمہ: جب خواجہ غریب نواز (معین الدین چشتی) قصبہ جیپال میں تشریف لائے تو

محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ نے (ان کی روحانی خوراک کے لئے) قوالوں کو طلب فرمایا اور مجلس کا اہتمام کیا حضرت خواجہ غریب نواز وجد میں آگئے اور حضرت غوث اعظم ہاتھ مبارک میں عصا لئے کھڑے تھے اور آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسوں گر رہے تھے اچانک عصائے مبارک کو جنبش آئی خادم نے عرض کیا حضور یہ کیا ہے کہ عصائے مبارک کا سر ہل رہا ہے آپ نے فرمایا کیا تو نہیں دیکھ رہا کہ اب ایک عارف کامل سماع اور رقص میں ہے اور عرش علی سے تحت ثری جہاں کی ہر شے ان کی متابعت میں (فرمانبرداری) رقص کر رہی ہے میں اپنی نگاہ ولایت کے زور سے تمام عالم کو محفوظ کئے ہوئے ہوں وگرنہ ایسی حالت میں تو دونوں جہان زیر زبر ہو جاتے عرش علی سے تحت الثری کی تمام اشیاء اپنے مقام سے منتقل ہو کر عارف کامل کے ساتھ رقص میں آجائیں اور جہاں میں ایک فتنہ اور عظیم شور برپا ہو جائے[1]

سماع کی تحقیق

لغت میں سماع سننے کو کہتے ہیں عام اس سے کہ نظم سنی جائے یا نثر۔ نغمہ اور الحان کے ساتھ ہو یا نہ ہو۔ اور عرف عام میں سماع غنا کے معنی میں مستعمل ہے۔ غنا لغت میں اس آواز کو کہتے ہیں جس سے انسان کو سرور ولذت حاصل ہو (کذا فی القاموس) ''غنا'' اصطلاح میں کلام منظوم بامعنٰی کو نغمہ والحان کے ساتھ ادا کرنا ہے جسے عرف عام میں گانا کہا جاتا ہے نغمہ کو فن کے لحاظ سے موسیقی کہتے ہیں۔

---

[1] ملاحظہ فرمایئے ازالۃ القناع عن وجوہ السماع فارسی۔ الملقب بہ نغمہ ءعشاق از مولانا محمد نور اللہ اعظم پوری یہ نادرونایاب کتاب پہلے لکھنوء میں طبع ہوئی تھی مگر تقسیم ملک کے بعد اس کا ملنا محال ہو گیا حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے نور نظر سیدنا غلام محی الدین سجادہ نشین کی توجہ سے خواجہ مظفر محمود (تاجر چرم) ملتانی نے اس کے طبع کرانے کا انتظام فرمایا (غلام جیلانی)

موسیقی علم ہندسہ کی ایک شاخ ہے جو ریاضی کا جز ہے امام فخر الدین رازی کی تحقیق یہ ہے کہ اس فن کا موجد فیثا غورث ہے بربط اس کی ایجاد ہے اس طرح قانون (ایک باجے کا نام ہے) کا موجد ابونصر فارابی ہے [1] اور شہنائی (بانسری) بوعلی سینا کی ایجاد ہے [2] موسیقار حکیم ابوحفص کی ایجاد ہے طبلے ستار کے موجود حضرت امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

مذکورہ بیان سے ظاہر ہے کہ از روئے عقل و فلسفہ نغمہ نہایت ہی عمدہ چیز ہے اور نفس ناطقہ کے لئے ذریعہ کمال ہے جو شخص موسیقی کے ذوق سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے یہ کہے کہ گانا بجانا سیکھنا سکھانا مذہباً حرام ہے تو گویا اس شخص نے علم ہندسہ، ریاضی وغیرہ کو حرام قرار دیا اس لئے جو شے جز کی صورت میں حرام ہو وہ کل کی صورت میں بھی حرام ہوتی ہے۔ موسیقی ہندسہ کا جز ہے اور ہندسہ ریاضی کا۔ حالانکہ اہل عرب نے اسلام میں ان فنون میں زمانہ اسلام میں جو ترقی کی وہ محتاج بیان نہیں ہے تفصیل کے لئے (کشف القناع عن وجہ السماع) دیکھی جاسکتی ہے۔ از مولانا سید امیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

[1] مشہور مسلمان سائنس دان گذرا ہے بقول جارج سارٹن ''فارابی ایک ہمہ دان عالم تھا جو اپنے زمانہ کے تمام سائنسی تصورات اور علوم سے پوری طرح واقف تھا'' ابونصر محمد بن اوزلغ ترخان جس کا شمار زمانہ وسطی کے عظیم ترین مفکروں میں ہوتا ہے ۲۵۹ھ میں فاراب (ترکستان کے ایک قصبہ) میں پیدا ہوئے اس نسبت سے فارابی کہلایا۔ ابن خلکان کی روایت کے مطابق وہ پچاس، ساٹھ زبانیں جانتا تھا لیکن انکے بقول وہ ستر ۷۰ سے زائد زبانوں کا ماہر تھا۔ کئی راگ اور ساز ایجاد کئے دنیا اسلام میں فارابی علم موسیقی کا سب سے بڑا مصنف گزرا ہے اس کی لافانی تصنیف ''کتاب موسیقی الکبیر'' مشرقی موسیقی پر اہم ترین کتاب ہے۔ موسیقی کے مشہور ناقد فارمر کے بقول فارابی کی یہ تصنیف فن موسیقی سے متعلق عظیم ترین کتابوں میں شمار کئے جانے کے قابل ہے فارابی کو موسیقی کے ساز ''رباب'' اور ''قانون'' کا موجد تسلیم کیا جاتا ہے۔ شائقین کے لئے خواجہ جمیل احمد کی کتاب ''مشہور مسلمان سائنس دان کا مطالعہ خوب رہے گا۔

[2] بوعلی حسین ابن عبداللہ ابن سینا جو بعد ازاں شیخ الرئیس کے لقب سے مشہور ہوئے ۹۸۰ھ میں بخارہ کے قریب پیدا ہوئے اکیس سال کی عمر سے تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کیا۔ نظریاتی موسیقی کے مصنف کی حیثت سے دنیائے اسلام میں ابن سینا کا درجہ فارابی کے بعد دوسرے نمبر پر ہے۔ ان کی فلسفہ کی مشہور کتاب ''شفاء'' میں موسیقی سے متعلق بہت نادر نظریات اور معلومات ملتی ہیں (مشہور مسلمان سائنس دان)

صحابہ تابعین و تبع تابعین اور سماع بالغنا

محقق علی الاطلاق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''غنا و سماع آں از جماعۃ کثیر از اکابر صحابہ کہ در ایشاں چند عشرہ مبشرہ اند و جم غفیر از تابعین و تبع تابعین و اتباع تبع و دیگر علماء محدثین و علماء دین کہ از ارباب زھد و علم عبادت بودند''۔

یعنی گانا اور ان کا سماع اکابر صحابہ کی ایک جماعت کثیر سے ثابت ہے جن میں کچھ عشرہ مبشرہ بھی ہیں۔ تابعین تبع تابعین اور انکی اتباع کرنے والے علمائے حق علمائے محدثین جن کا زہد و تقویٰ اور عبادت مسلّم ہے کے جم غفیر سے ثابت ہے [1]

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنی دو باندیوں سے رات بھر سماع سنتے جب طلوع سحر ہوتی تو فرماتے اب رک جاؤ۔ [2]

حضرت عبدالرحمان بن عوف، سعد بن ابی وقاص، حضرت حمزہ بن عبدالمطلب، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن جعفر طیار، اجلہ صحابہ اپنی جلالت شان عظیم تقویٰ اور پرہیز گاری کے باوجود گانا دف کے ساتھ سنتے تھے [3]

[1] مدارج النبوۃ جلد اول ص ۴۴۵ حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر بڑی شرح و بسط کے ساتھ کلام کیا ہے محققین و شائقین اور اہل علم حضرات کتاب ہذا کے ص ۴۴۳ تا ۴۵۰ کا مطالعہ فرما کر محظوظ ہوں کہ شاہ صاحب نے سلسلہ عالیہ قادریہ سے وابستہ ہونے کے باوجود کس قدر کمال دیانت سے کام لیا اس سلسلے میں ان کا رسالہ مبارکہ (قرع الاسماع باختلاف اقوال المشائخ و احوالہم فی السماع) لائق مطالعہ ہے اور اس اختلافی مسئلہ پر قائلین اور مانعین کے اقوال کو کس قدر انصاف کے ساتھ قلم بند کیا۔

[2] اصول السماع عربی از مولانا فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ، ازالۃ القناع عن وجوہ السماع المعروف نغمہ عشاق ص ۵۶ تا ۵۵

[3] ازالۃ القناع عن وجوہ السماع المعروف نغمہ عشاق ص ۵۶ تا ۵۵

بلکہ حضرت عبداللہ بن جعفر تو ''عود'' (بانسری) کے ساتھ سنتے رہتے تھے [1]

فاکہی نے تاریخ مکہ میں موسیٰ بن المغیرہ الجحمی کی سند سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عطاء بن ابی رباح (تابعی) کو بلایا تو جب وہ وہاں تشریف لائے تو ایک قوم سارنگی بجانے اور غنا میں مصروف تھی تو انہوں نے جب حضرت عطاء بن ابی رباح کو دیکھا تو رک گئے آپ نے انہیں فرمایا ''تم جب تک عود نہ بجاؤ گے میں نہیں بیٹھوں گا (مدارج النبوۃ فارسی ص ۴۴۹ نغمہ عشاق فارسی ص ۶۹)۔

حضرت عبداللہ بن عمر عبداللہ بن جعفر کے پاس آئے تو دیکھا کہ ان کی جاریہ (باندی) سارنگی بجا رہی ہے حضرت عبداللہ بن جعفر نے حضرت ابن عمر سے عود کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا ''لا باس بھذا'' کوئی حرج نہیں (نغمہ عشاق ص ۶۸) ان کے علاوہ صحابہ کرام میں حضرت عبداللہ بن زبیر حضرت امیر معاویہ حضرت عمرو بن عاص حضرت سیدنا حسان بن ثابت اور غیر صحابہ میں سے حضرت خارجہ بن زید جو مدینہ کے فقہا سبعہ میں سے ایک فقیھ ہیں وغیرہ کے نام بھی ملتے ہیں۔ دیکھو نغمہ عشاق فارسی اور مدارج النبوۃ (ص ۴۴۹)

تابعین و تبع تابعین حضرات

حضرت سعید بن زبیر کا شمار عظیم تابعین میں ہوتا ہے وہ اپنی جاریہ (باندی) سے سماع بالغنا دف کے ساتھ سنتے تھے۔ (مدارج النبوۃ)

ا۔ سعید بن میسّب افضل ترین تابعین سے ہیں جن کا تقویٰ و طہارت مسلم ہے۔ غنا سنتے اور متلذذ ہوتے

---

[1] ازالۃ القناع عن وجوہ السماع المعروف نغمہ عشاق ص ۵۶ تا ۵۵

سالم بن عبداللہ بن عمر اور قاضی شریح اپنی کنیز گان (باندیوں) سے اپنی رفعت شان اور کبرسنی کے باوجود غنا کا شوق کا پورا کرتے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے شاگرد امام ابو یوسف حضرت امام مالک امام احمد بن حنبل اور ان کے لڑکے محمد صالح کا غنا سننا ثابت ہے۔

حضرت داؤد طائی (تلمیذ ابوحنیفہ) جن کی پشت بڑھاپے کی وجہ سے ٹیڑھی ہوگئی تھی مگر سماع کے دوران کمال ذوق وشوق کی بنا پر درست ہوگئی۔

حضرت عبدالعزیز ابن سلمیٰ ماجشوں اہل مدینہ کے مفتی اور صحیحین (بخاری و مسلم) کے رواۃ میں سے ہیں عود (بانسری) بجانے کی رخصت دیتے۔ [1]

ابرہیم بن سعد ہارون الرشید کے دور کا مفتی اور فقہ میں امامِ وقت تھا جب تک غنا نہ سنتے سناتے اس وقت تک طلبہ کو حدیث نہ پڑھاتے یہی امام مذکور (ابرہیم بن سعد) ہارون الرشید کے دربار میں آیا اور کہا ''اُرید العُود'' ہارون الرشید نے کہا کیا خوشبودار جلانے کی لکڑی کہا نہیں ''عود طرب'' رشید نے سارنگی منگوائی ابراہیم بن سعد نے سارنگی بجائی اور اس کی حلت کا فتویٰ دیا۔ [2] ھکذ انقلہ استاذ ابوالمنصور از امام زہری و سعید بن مسیّب اور عطا بن ابی رباح و امام شعبی و عبداللہ بن ابی عتیق و اکثر فقہا مدینہ (نغمہ عشاق، مدارج النبوۃ)

---

[1]، [2] تفصیل حوالہ کے لئے مدارج شریف اور ازالۃ القناع المعروف نغمہ عشاق فارسی کا مطالعہ مفید رہے گا سماع بالمزامیر کے ثبوت میں جس دلائل اور براہین سے کتاب مذکور (نغمہ عشاق) کو مزین کیا گیا مصنف کے زور قلم زور مطالعہ اور صلاحیت و استعداد کی داد و تحسین ضروری ہو جاتی ہے کاش کوئی اہل محبت اور اہل قلم اس مستند و معتمد کتاب کو فارسی سے اردو جامہ پہنائے تا کہ عصر حاضر کے لوگ اس کے مطالعہ سے مستفید ہو سکیں۔

سماع پر اجماع حرمین

۱۔ شیخ تاج الدین الغزاری اور ابن قتیبہ نے اباحت سماع پر اہل مدینہ کا اجماع نقل کیا ہے۔ (نغمہ عشاق ص ۵۱)

۲۔ شیخ تاج الدین عبدالرحمٰن فراری شافعی شیخ دمشق اور مفتی ہیں اور ابن قتیبہ سماع کے مباح ہونے پر اہل حرمین کا اجماع نقل کرتے ہیں۔ (مدارج النبوت)

۳۔ ابن قتیبہ نے اہل عراق کا بھی اجماع نقل کیا ہے۔ (مدارج النبوت)

۴۔ ابن طاہر نے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ جب کسی چیز پر اہل مدینہ کا اجماع ثابت ہو تو جان لیجیئے کہ وہ کام سنت سے ثابت ہے۔ (حوالہ مذکور ص ۶۳)

۵۔ یونس بن عبدالاعلیٰ کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی سے اہل مدینہ کے اباحت سماع کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ علماء حجاز میں کوئی بھی سماع کو مکروہ جانتا ہو۔ (اصول سماع عربی، مدارج النبوت)

حرمت سماع میں وارد شدہ احادیث کی حیثیت

۱۔ امام محمد غزالی رحمہ اللہ الباری ''احیاء العلوم'' اور کیمیائے سعادت میں اور صاحب قاموس صراط مستقیم (سفر السعادت) اور شیخ ابو طالب مکی رحمتہ اللہ علیہ نے قوت القلوب میں تصریح فرمائی ہے کہ کوئی بھی حدیث صحیح حرمت سماع میں وارد نہیں ہوئی۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں ذکر غنا کے مقام پر لکھتے ہیں ''محدثین کے نزدیک سماع کی تحریم میں کوئی حدیث صحیح یا نص صحیح سے ثابت نہیں بلکہ اس

باب میں احادیث میں جو کچھ وارد ہے موضوع (من گھڑت) یا مطعون (طعن شدہ) ہے (نغمہ عشاق فارسی ص ۴۹ - ۵۰) (مدارج النبوۃ)

امام سخاوی نے مقاصد الحسنہ میں فرمایا ہے ''وہ حدیثیں جو زبانوں پر مشہور ہیں اور ان سے بعض فقہا نے یہ استدلال کیا ہے کہ گانا حرام ہے وہ ثابت الاصل نہیں۔

امام نووی شارح مسلم فرماتے ہیں کہ حرمت غنا کے باب میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔

ابن عربی مالکی کہتے ہیں کہ گانے کے حرام ہونے کے بارے میں کوئی بھی حدیث صحیح نہیں۔

بعض شافعیہ کا قول ہے کہ منکروں کی کتابوں کے علاوہ اور کہیں تحریم غنا کے بارے میں کوئی حدیث نہیں پائی جاتی (کشف القناع عن وجوہ السماع)

''سماع کی حرمت واباحت کے متعلق فقہا کی عبارات میں تضاد نہیں''

ہمارے علماء کے نزدیک سماع وہ مکروہ ہے جو گناہ یا کھیل کود کے ارادہ سے ہو کہ فساق اس کے لئے جمع ہوں اور نماز اور قراۃ قرآن وغیرہ چھوڑ دیں۔ اور جو شخص نمازی ہو اور قرآن پڑھنے والا اصالحین میں سے ہو اس کے لئے بلا اتفاق سماع حلال ہے۔

۱۔ خزانہ اور کافی میں ہے کہ حرمت سرود لہو کے ساتھ مقید ہے۔

۲۔ علامہ فخر الدین زرادی فرماتے ہیں ''و ماروی الفقہاء من الاخبار والا ثار فی حرمتہ فھو محمول علیہ''

ترجمہ۔ فقہاء کرام نے حرمت سماع کے متعلق اخبار و آثار سے جو کچھ روایت کیا ہے وہ تلھی (لہو ولعب) پر محمول ہے (اصول سماع)

۳۔علامہ امام عبدالغنی نابلسی حنفی اپنے رسالہ ''ایضاح الدلالات'' میں فرماتے ہیں کہ فقہاء کی جتنی عبارتیں ایسی ہیں کہ جن سے حرمت سماع ظاہر ہوتی ہے وہ حمل کی جائیں گی اس سماع پر جس میں فحش فسق اور فجور ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ فقہا کی عبارات میں تعارض نہیں ہے بلکہ جو حرام کہتے ہیں وہ بقیو محرمہ کہتے ہیں ملخصاً (کشف القناع عن وجوہ السماع) سید امیر علی رحمتہ اللہ علیہ

وجد کیا ہے ؟

تعرف میں ہے وجد دل پر وارد ہونے والا غم یا گھبراہٹ ہے یا آخرت کے احوال سے کسی حال کا دیکھنا ہے۔ شیخ (زروق) فرماتے ہیں کہ وجد اگر اس درجے کا ہو کہ اس حالت میں انسان کا اپنے اوپر قابو نہ رہے اس کا اختیار اور ضبط ہاتھ سے جاتا رہے تو وہ معذور ہے اس حالت میں اس سے صادر ہونے والے افعال پر احکام جاری نہیں ہوتے اس کا وہی حکم ہے جو مجنوں کا حالت جنون میں ہے۔ اس کے افعال کا اعتبار نہیں ہوتا اور اس پر شرعی اور عرفی احکام جاری نہیں ہوتے۔ لیکن یہ اس وقت ہے جب حالت تکلیف کے بغیر پائی جائے اور اس میں ضبط، عقل اور اختیار کا کوئی حصّہ نہ پایا جائے ظاہر ہے کہ یہ جنون کی حالت ہے اور مجنوں وہ ہے جو عقل و اختیار سے عاری ہو۔ لیکن صاحب وجد کو یہ حالت ایک عارضے (سماع وغیرہ) کی بنا پر لاحق ہوتی ہے۔ لہذا اس حالت کے دوران اس سے جو عمل چھوٹ گیا ہے اگر فرض ہے تو نشے والے کی طرح لازم ہے۔[1]

---

[1] تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف) اردو ترجمہ مسمّٰی بہ ''تعارف، فقہ اور تصوف'' ص ۱۷۳ (علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری لاہوری مدظلہ)

وجد کی حالتیں اور احکام

ذکر اور سماع کی محافل میں بعض اوقات حاضرین میں سے کسی ایک پر خاص حالت طاری ہو جاتی ہے جسکی بنا پر وہ حرکت کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ شارح بخاری علامہ شیخ احمد زروق رحمتہ اللہ علیہ نے فقہ اور تصوف کی شیرازہ بندی پر مایہ ناز کتاب ''قواعد الطریقہ فی الجمع بین الشریعۃ والحقیقۃ'' تصنیف فرمائی۔ محقق علی الاطلاق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ نے ''تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف'' کے نام سے بعض قواعد کی دل پسند، دل کشا اور دل پذیر شرح تحریر فرمائی قاعدہ نمبر ۲۳ میں وجد کے متعلق شیخ (زروق) فرماتے ہیں۔ ''صرف اس وقت حرکت کرے جب حال کا غلبہ ہو''

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے تصوف کی مشہور اور بنیادی کتاب ''تصوف'' کے حوالے سے وجد کی کئی تعریفیں نقل کی ہیں حضرت شیخ ابوالحسن نوری فرماتے ہیں۔

''وجد شوق کا وہ شعلہ ہے جو انسان کے سر پر ظاہر ہوتا ہے تو اس حالت کے وارد ہونے پر اعضاء میں خوشی یا غم کی وجہ سے اضطراب ظاہر ہو جاتا ہے''۔ بعض مشائخ نے فرمایا! ''وجد اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقام مشاہدہ کی طرف ترقی کی بشارتوں کا نام ہے'' (قاعدہ نمبر ۲۴)

شیخ زروق فرماتے ہیں کہ اگر حالت وجد میں انسان کا اختیار اور ضبط ہاتھ سے جاتا رہے اور یہ حالت تکلیف کے بغیر پائی جائے تو اس شخص کا حکم وہی ہے جو مجنوں کا ہے

۔اس حالت میں اگر فرض ادا کرنے سے رہ گیا تو اس کی قضاء لازم کیونکہ یہ حالت اگرچہ غیر اختیاری ہے ۔لیکن اس کا سبب سماع وغیرہ اس نے اپنے اختیار سے اپنایا ہے۔

اس حالت میں اگر اس سے کوئی غیر مشروع فعل سرزد ہو جائے تو وہ لائق اتباع نہیں اس سلسلے میں بعض بزرگوں کے واقعات پیش کئے ہیں مثلاً۔

ا۔حضرت شیخ ابوالحسن نوری نے اپنی گردن جلاد کے سامنے پیش کردی۔

۲۔حضرت ابوحمزہ حج کے لئے جاتے ہوئے کنوئیں میں گر گئے انہوں نے امداد کے لئے کسی مخلوق کو نہیں پکارا۔

وجد کی قسمیں

حقیقی طبعی شیطانی

حقیقی۔وجد کے دوران ایسا مطلب محسوس ہو جو علم، عمل یا حال کا فائدہ دے اور اسے اور استراحت کی حاجت محسوس ہو تو یہ وجد حقیقی اور معنوی ہے۔

طبعی۔صاحب وجد کی توجہ خوش آوازی اور اشعار کی موزونیت کی طرف ہو اس کے ساتھ نفس میں گرمی اور اضطراب محسوس کرے تو یہ وجد طبعی ہے۔

شیطانی۔صرف حرکت اس کے پیش نظر ہو اور بے چینی پیدا ہو جسم میں سخت گرمی ہو تو یہ وجد شیطانی ہے۔ملاحظہ فرمائیے قائدہ نمبر ۲۵

وجد اور جذب

لغت میں وجد کا معنی پالینا ہے صوفیاء کرام کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی طرف سے

وارد ہونے والے انوار و تجلیات اور کیفیات روحانیہ کا پالینا مراد ہے۔جذب کا لغوی معنی کھینچنا ہے صوفیاء کرام کے کی اصطلاح میں جذب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا اس قدر غلبہ ہو جائے کہ توجہ تمام ماسوای اللہ سے ہٹ جائے۔حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں ’’جذب یہ ہے کہ آدمی کو اپنے خیال کا اس قدر مغلوب بنا لیں کہ نفسانی خواہشات تو کجا وہ خود اپنے آپ سے بے خبر ہو جائے جیسے کہ ایک معمولی نوکر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو تو بادشاہ کی عظمت و شوکت دیکھ کر اپنے آپ اور تمام لذتوں سے غافل ہو جائے‘‘ (تفسیر عزیزی (فارسی) جلد ا ص ۵۶۸ مطبوعہ دہلی)

وجد اور جذب کی کیفیت تین حال سے خالی نہیں

ا۔کسی شخص پر اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ حقیقتاً طاری ہو جائے اس بنا پر اس سے مختلف حرکات صادر ہوں۔مثلاً اٹھ کر کھڑا ہو جائے یا گر کر تڑپنے لگے تو وہ شخص بلاشبہ مبارک اور مسعود ہے۔

۲۔ایک شخص پر وہ حقیقی کیفیت تو طاری نہیں ہوتی لیکن وہ اہل اللہ اصحاب وجد کی مشابہت کے ارادے سے وہی انداز اختیار کرتا ہے اسے تواجد کہتے ہیں اور یہ بھی جائز ہے۔

۳۔لوگوں کے سامنے اپنے قصد اور اختیار سے اصحاب وجد جیسی حرکتیں اس نیت سے کرے کہ دیکھنے والے اسے اولیاء اللہ میں سے جانیں اور اس کے عقیدت مند بن جائیں۔تو یہ ریا کاری، حرام اور شرک خفی ہے[۲]۔

---

[۲] یہ سب افادات محقق دوراں محسن اہلسنت حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری کی کتاب فقہ اور تصوف کے مقدمہ سے لیے ہیں۔

اہل وجد کے احوال

حضرت شیخ نظام الدین دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اجل و مرید خاص حضرت علامہ فخر الدین زرادی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی بے مثال تصنیف ''اصول السماع فی اباحتہ السماع'' میں اہل وجد کے احوال کے متعلق بہت عمدہ مثالیں دی ہیں جو قارئیں کی نذر کی جاتی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔

''بہر حال اہل وجد کے احوال یکساں نہیں ہوتے اس لیے ان کی حرکات بھی ایک جیسی نہیں ہوسکتیں۔

(۱)۔ایک حرکت شدت اور سختی کے وقت ظاہر ہوتی ہے وہ ذبح کے وقت مذبوحہ کی مانند ہے۔

(۲)۔اور ایک حرکت وہ ہے جو کسی چیز کو پالینے کے وقت ظاہر ہوتی ہو جیسے ساحل دریا پر پانی کو دیکھتے ہی مچھلی کی حرکت۔

(۳)۔ایک حرکت وہ ہے جو خوشی کے وقت پیدا ہوتی ہے۔ جیسے روشنی کے نزدیک پروانہ کی حرکت۔ پس شدت اور سختی کے وقت حرکت، نفس کے لیے ہے۔ اور کسی چیز کی طلب پر حرکت دل کے لئے ہے۔ اور خوشی کے وقت حرکت روح کے لیے ہے۔ پس یہ خوشی کے وقت حرکت اہل کمال کے ساتھ مختص ہے جیسے نبی پاک ﷺ نے اپنے اصحاب کے ساتھ مضمون محبت سے پرُ، درج ذیل رباعی سننے کے وقت حرکت فرمائی

لقد لسعت حیۃ الھوی کبدی. فلا طبیب لہ ولا راقٍ

الا الحبیب الذی شغفت بہٖ. فعندہ رقیتی و تریاقٍ

ترجمہ۔''بے شک پیار و محبت کے سانپ نے مجھے ڈس دیا اب نہ اس کے لیے کوئی طبیب ہے اور نہ کوئی دوا۔ مگر وہ دوست جس کا میں شیدائی ہوں اس کے ہاں ہی میری دوا ہے اور منتر ہے''۔[1]

یہاں تک کہ آپ کی چادر مبارک کندھوں سے گر پڑی''

قوالی سے وجد ہوتا ہے قرآن سے کیوں نہیں

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی حضرت شیخ زروق کی کتاب قواعد الطریقۃ قاعدہ نمبر ۲۸ کی شرح تحصیل التعرف فی معرفتہ الفقہ والتصوف میں فرماتے ہیں کہ امام غزالی نے احیاء العلوم میں کئی ایسی حکایات نقل کی ہیں کہ بعض اہل دل اولیاء کرام پر قرآن پاک سننے سے وجد طاری ہوگیا ان حکایات کے نقل کرنے کے بعد انہوں نے خود ایک سوال اٹھایا کہ کیا وجہ ہے کہ صوفیاء قوالوں سے منظوم کلام سننے کے لئے جمع ہوتے ہیں قاریوں سے قرآن پاک سننے کے لئے اکٹھے نہیں ہوتے ان کا اجتماع اور تواجد قاریوں کے حلقوں میں ہونا چاہئے نہ کہ قوالوں کے مجمع میں امام غزالی نے اس سوال کا جواب یہ دیا کہ قرآن پاک کی نسبت قوالی وجد کو زیادہ ابھارتی ہے اس دعویٰ کو انہوں کئی وجوہ سے بیان کیا جن کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن پاک کی تمام آیات سننے والے کے حال کے مناسب نہیں ہوتیں۔ ہر سننے والا نہ تو ان کے سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور نہ ہی انہیں اپنے حال پر چسپاں کرسکتا ہے جس پر غم یا شوق یا ندامت کا غلبہ ہو اس کے حال کے مطابق وہ آیات کیسے ہوں گی جن میں میراث، طلاق اور حدود وغیرہ

---

[1] حضرت مولانا امام جامی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک رباعی میں بزبان فارسی اس کا کتنا اچھا ترجمہ کیا ہے

بگذید مار عشقت جگر کباب مارا — نہ طبیب می شناسد نہ فسوں گری دوا را

مگر آں حبیب دلبر کہ ربود دز دستم — بفسوں گری در آید نکند علاج مارا

کا ذکر ہے۔

حالت سماع میں ثبوت رقص

مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت علی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں، جعفر اور زید سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے حضرت جعفر سے فرمایا ''تو سیرت و صورت میں ہمارے مشابہ ہے وہ اس خوشی میں آ کر حجل یعنی رقص کرنے لگے'' اور حضرت زید سے فرمایا ''کہ تو برادر مولاے مائی از شادی رقص کرد'' کہ تو میرا بھائی اور محبوب ہے تو وہ خوشی کے مارے ناچنے لگے اور حضرت سیدنا علی سے فرمایا ''کہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں''۔

امام غزالی رحمہ اللہ الباری لکھتے ہیں ''علی از شادی ایں رقص کرد'' حضرت علی نے اس خوشی میں رقص کیا (کیمیاء سعادت ص ۱۷۹)

سماع کے شرائط اور آداب

حضرت سیدنا داتا علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ادب سماع یہ ہے کہ جب تک ضرورت نہ ہو سماع نہ کرے اور عادت بھی نہ بنائے اور دیر کے بعد کرے تا کہ اس کی عظمت دل سے نہ جائے (کلام المرغوب ترجمہ کشف المحجوب)

سلطان المشائخ حضرت سیدنا نظام الدین دہلوی رحمتہ اللہ علیہ شرائط سماع کے متعلق فرماتے ہیں

سماع کی شرط یہ ہے اس میں تین باتوں کا لحاظ رکھے مکان، اخوان اور زمان۔

مکان: تو مشائخ کا حجرہ ہو کشادہ اور روشن جگہ پر ہو۔

اخوان: اخوان میں دوست اور درویش اہل تمیز و لائق محبت ہوں۔

زمان: زمان یہ ہے کہ دل تمام اشغال سے خالی ہو۔ اور آداب سماع میں یہ بھی ہے جب تک سماع میں ذوق نہ پاؤ سماع نہ کیا جائے۔

صاحب ازالۃ القناع عن وجوہ السماع المعروف نغمہ عشاق زماں، مکان اور اخوان کی تعریف و توضیح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

ا۔ زماں: اس سے ایسا وقت مراد ہے کہ جس میں نماز، تلاوت قرآن، مراقبہ اور درود شریف وغیرہ سے فراغت ہو اور بشری ضروریات جیسے بول و براز (پیشاب و پاخانہ) اور خورد و نوش اور وہ افکار جس کے بسبب دل پراگندہ ہوتا ہو سے خالی ہو چونکہ اس قسم کے اوقات میں سماع سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

وقت سماع ایسا ہونا چاہیے جس میں دل کا تعلق ماسوا اللہ سے خالی ہو اور پُر مطمئن ہو۔ تا کہ قلب سامع رحمتِ الٰہی سے روشن ہو۔

۲۔ مکان: سے مراد کوچہ بازار عام گزرگاہ، تماشائیوں کا مجمع اور تاریک جگہ نہ ہو۔ نیز کسی امیر جابر و ظالم بادشاہ کا مکان بھی نہ ہو چونکہ ایسی جگہوں پر صوفیاء کے قلوب اہل دنیا کے خطرناک سانس کی وجہ سے مطمئن نہیں ہوتے۔

۳۔ اخوان سے مراد یہ ہے کہ محفل سماع میں حاضر ہونے والا اس کا اہل ہو اور اہل اللہ سے حُسنِ عقیدت رکھتا ہو۔

حضرات چشت کے جلیل القدر صوفی بزرگ الشاہ کلیم اللہ جہان آبادی رحمتہ اللہ علیہ

---

۲ دیکھئے انوار الصفی فی اظہار اسرار الجلی والخفی'' حکیم حسین علی خاں رودلوی اس کتاب میں حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی متوفی ۹۴۴ھ کے دادا حضرت شیخ صفی الدین کے حالات اور ملفوظات جمع ہیں ملاحظہ ہو نقد ملفوظات ص ۱۸۰ از پروفیسر نثار احمد فاروقی۔

شرائط سماع کا ذکر کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں۔

۱۔ جب تک محفل سماع قائم رکھی جائے حاضرین باوضو رہیں۔

۲۔ محفل کے اول و آخر میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور تین بار سورۃ اخلاص پڑھ کر سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں بکثرت درود و سلام پڑھے جائیں۔

۳۔ کوئی شخص پالتی مار کر نہ بیٹھے، نہ چت لیٹا رہے بلکہ حالت تشہد میں بیٹھا جائے۔

۴۔ دوران سماع ایک دوسرے سے کلام نہ کریں۔

۵۔ کھانسنے، کھنکارنے اور جمائیاں لینے سے اجتناب کیا جائے۔ [۱]

۶۔ آداب سماع میں سے یہ بھی ہے کہ جب کسی اہل دل پر وجد غالب ہو اور وہ ایک بے اختیارانہ جوش کے ساتھ کھڑا ہو جائے تو حاضرین مجلس کو بھی تعظیم و تکریم کے لئے کھڑا ہو جانا چاہیئے۔

۷۔ جب مجلس برخاست ہونی ہو تو حاضرین مجلس سورۃ فاتحہ اور اخلاص تین بار پڑھ لیں اور درود و سلام پڑھتے ہوئے دو چار آیت قرآنیہ پڑھ کر مجلس برخاست کر دیں۔ [۲]

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ آداب سماع پر گفتگو فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

۱۔ اہل سماع بوقت سماع سر کو نیچا رکھیں ۲۔ ایک دوسرے کی طرف نہ دیکھیں ۳۔ ہاتھ

---

[۱]، [۲] مکتوبات مہاروی ص۲۶۲ (حضرت خواجہ امام بخش مہاروی رحمتہ اللہ علیہ کے فارسی مکتوبات کا اردو ترجمہ) ترجمہ نگار پروفیسر محمد عبدالغفور غوثوی ہیں۔ واضح رہے پروفیسر علامہ غوثوی حضرت خواجہ محمد غوث مہاروی کے مرید صادق ہیں۔ اس نسبت سے غوثوی کہلاتے ہیں عصر حاضر کی عظیم روحانی شخصیت حضرت خواجہ کریم بخش مہاروی رحمتہ اللہ علیہ کے حکم پر موصوف نے مکتوبات شریف کا پہلا اردو ترجمہ بڑی جانفشانی، عرق ریزی اور جگر کاوی سے رقم فرمایا ہے۔ شیخ الاسلام علامہ عبدالعزیز پرہاروی کا علم کلام پہ منظوم فارسی رسالہ ''ایمان کامل'' کا اردو ترجمہ و حسب ضرورت شرح علامہ پرہاروی کی دوسری عظیم تر ''تصنیف نعم الوجیز'' (عربی) کی جامع اور پرمغز اردو شرح بھی آپ کے بہار آفرین قلم کی شاہکار ہے جسے آپ نے راقم الحروف کی استدعا پر شائقین علم کلام اور علم بیان و بدیع کے لئے تحریر فرمائی ہے علامہ غوثوی کی یہ دونوں شروح گنج ہائے گراں مایہ سے کم نہیں۔

اور سر نہ ہلائیں ۴۔ تکلف کے ساتھ حرکت نہ کریں ۵۔ دوزانو بیٹھیں ۶۔ دل کی لو بجانب رب قدیر ہونی چاہیے اور اس انتظار میں رہے کہ غیب سے کیا فتوح ملتی ہے ۷۔ جب کوئی وجد کے غلبہ کی بنا پر کھڑا ہو جائے تو کھڑا ہو جانا چاہیے (کیمیائے سعادت فارسی ص۱۸۰)

سابقہ تصنیف شدہ کتابوں سے اس موضوع کی اہمیت

اس موضوع کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی عیاں ہوتا ہے کہ عہد قدیم سے تا امروز کتنے نامور روشن ضمیر صوفیاء اور کتنے باکمال اور مقتدر علماء فقہاء، محدثین اور مفسرین نے اس مسئلہ (سماع) پر اپنے دل ربا اور دلکشا اسلوب میں خامہ فرسائی کی ہے ذیل میں کچھ حضرات کی اس علمی خدمات کا ذکر اہل علم اور اہل محبت کے لیے یقیناً سامان مسرت ہوگا راقم الحروف کی دانست کے مطابق وہ فیروز مند اور نصیب آور حضرات اور ان کی کتابوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ کتاب السماع از ابوعبدالرحمٰن السلمی متوفی ۴۱۲ھ

طبقات صوفیاء (عربی) کے مقدمہ میں مصنف ہذا کی تصانیف کی تعداد و ذکر میں مقدمہ نگار نے لکھا ہے ''لم یذکرہ حاجی خلیفہ ولکن الھجویری اشار الیہ'' ص ۴۰ یعنی حاجی خلیفہ نے اس کتاب (السماع) کا ذکر نہیں فرمایا لیکن حضرت داتا علی ہجویری نے کشف المحجوب میں اس کی طرف اشارہ کیا۔

۲۔ اصول السماع (عربی) از حضرت علامہ فخر الدین زرادی خلیفہ و مرید حضرت شاہ نظام الدین دہلوی۔

اس رسالہ کا اردو ترجمہ حضرت مولانا شاہ سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید حضرت مولانا غلام محمد صاحب نے کیا ہے اس نسخہ کی ایک فوٹو کاپی مخدوم سید تجمل حسین شاہ ہاشمی اسدی محسن آباد جتوئی کے ذاتی کتب خانہ میں موجود ہے۔

۳۔ بوارق الاطاع فی تکفیر من یحرم السماع ۔ از حضرت امام احمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ

۴۔ الامتاع فی احکام السماع : از امام کمال الدین ابوالفضل جعفر بن ثعلب ادفوی شافعی رحمتہ اللہ علیہ

۵۔ تشنیف السماع تلخیص: از شیخ ابو حامد مقدسی رحمتہ اللہ علیہ

۶۔ رسالہ سماع: از امام ابو منصور بغدادی رحمتہ اللہ علیہ

۷۔ رسالہ اباحۃ الغناء: از حضرت امام قاضی عیسیٰ بن عبدالرحیم رحمتہ اللہ علیہ

۸۔ رسالہ سماع: از ابوالفضل ابن طاہر رحمتہ اللہ علیہ

۹۔ جواز السماع: از امام ابن ہمام مکی بحوالہ مکتوبات مہاروی ص ۲۶۸

۱۰۔ قرع السماع باختلاف اقوال المشائخ وحوالھم فی السماع: از امام شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

۱۱۔ رسالہ در بیاں جواز سماع: از مولانا محمد سالم رامپوری (حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

۱۲۔ رسالہ سماع: از حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری

۱۳۔ ایضاح الدلالات فی سماع الآلات: از علامہ امام عبدالغنی النابلسی

۱۴۔ ازالۃ القناع عن وجوہ السماع الملقب بہ نغمہ عشاق (فارسی) تعداد صفحات ۳۳۵ در تحقیق حل وحرمت غنا ومزامیر ومعازف وملاہی از تصانیف مولانا محمد نور اللہ الچشتی الصابری

۱۵۔ تحفہ اخوان الصفافی جواز السماع: از مولانا محمد اعظم نوشاہی

۱۶۔ تحفۃ المحبین فی جواز سماع العاشقین: از شرافت نوشاہی صفحات کتاب ۹۷ - ۱۳۵۳ھ

۱۷۔ رسالہ اربعین سماع (مترجم) از سید یسین نظامی دہلوی (مشتمل ۲۶ صفحات)

۱۸۔ مختصر کتاب الامتاع (مترجم) از سید یسین نظامی دہلوی (مشتمل ۲۵ صفحات)

۱۹۔ حقیقۃ السماع: از مفتی عزیز احمد

۲۰۔ حلت سماع: از مولانا سید امیر اجمیری

۲۱۔ کشف القناع عن وجوہ السماع: از حضرت مولانا سید امیر صاحب صفحات ۵۲

۲۲۔ قوالی کی شرعی اہمیت: از استاذ العلماء والمدرسین مولانا عطا محمد بندیالوی رحمتہ اللہ علیہ

۲۳۔ اثبات السماع: از غزالی زماں رازی و دوراں امام سید احمد سعید شاہ کاظمی صفحات ۵۶

۲۴۔ رسالہ سماع وغنا صفحات ۱۳۷: از شاہ محمد مسعود دہلوی قلمی (تذکرہ مظہر مسعود)

۲۵۔ رسالہ حلۃ الغنا: از مولانا عبدالباری فرنگی محلی بحوالہ نزہۃ الخواطر

۲۶۔ رسالہ فی مبحث الغناء: از مولانا عبدالباقی فرنگی محلی بحوالہ مذکور

۲۷۔ السماع: از مولانا عین القضاۃ مطبوعہ لکھنو سن تصنیف ۱۹۲۰

۲۸۔ سماع السامعین فی رد المنکرین: از حاجی نجم الدین سلیمانی (تاریخ مشائخ چشت)

۲۹۔ القول الاخیر فی مسئلہ السماع بالمزامیر: از مولانا محمد عبدالحی چشتی صفحات ۳۰۰ (مزامیر کے ساتھ قوالی کا حکم)

۳۰۔ مسئلہ سماع: از مولانا احمد دین گانگوی مطبوعہ (اثبات قوالی پر)

۳۱۔موسیقی کی شرعی حیثیت: از جی اے حق محمد ۲۰۰ صفحات

۳۲۔مسائل سماع: از جامع العلوم حضرت علامہ عبدالعزیز پر ہاروی رحمتہ اللہ علیہ احوال آثار ص ۵۸

۳۳۔حلت سماع: از علامہ منظور احمد فیضی رحمتہ اللہ علیہ

۳۴۔اسلام اور موسیقی: از جعفر شاہ پھلواری

۳۵۔رسالہ سماع در اباحت سرود: از حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ

۳۶۔قول فصل فی البیعتہ والسماع: از حضرت خواجہ محمد عبید اللہ چشتی ملتانی رحمتہ اللہ علیہ (مصنف نے اسی کتاب کی شرح "شرحِ مفصل" کے نام سے بھی تحریر فرمائی ہے)

۳۷۔اباحتہ السماع ولومع العودوالیراع (سارنگی اور بانسری کے ساتھ قوالی کا جواز)[۱]

قوالی کے چند سازوں کے نام اور اس کی وضاحت

زیروبم: (فارسی لفظ) طبلے یا نقارے کا دایاں بایاں رخ ۲۔دو چھوٹے نقاروں کی جوڑی جس میں ایک سے مدھم اور دوسرے سے بلند آواز نکلتی ہے (فیروز اللغات)

ستار: فارسی کا لفظ ہے طنبورے کی قسم کا ایک باجا (فیروز۔۔۔) شروع میں اس میں صرف تین تار ہوتے تھے اس لیئے ستار (سہ تار) کہلایا۔

بربط: ایک قسم کا ساز (فارسی) (فیروز۔۔۔)

سرود: (فارسی) نغمہ۔گیت۔راگ۔ایک قسم کا باجا۔(فیروز۔۔۔)

[۱] واضح رہے حوالہ نمبر ۱۱،۔۱۵ تا ۳۰ کتب اور مولفین مصنفین کے نام احقر نے عصر حاضر کی بے مثال کتاب مرآۃ التصانیف جلد اول سے لیئے ہیں۔ جو علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی قادری مدظلہ ناظم تعلیمات فاضل مدرس جامع نظامیہ لاہور کی محنت شانہ کا ثمر ہے۔مذکورہ بالا کتابوں میں سے کتاب نمبر ۲ اصول السماع عربی نمبر ۱۰ فارسی نمبر ۱۴، ۱۷، ۱۸، ۲۰۔ ۲۱، ۲۲، وغیرہ موجود ہیں علاوہ ازیں کیمیاء سعادت احیاء العلوم مدارج النبوۃ نیل الاوطار قاضی شوکانی وغیرہ کتب میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث ملتی ہے۔

دف: (فارسی) ایک ہاتھ سے بجانے والا ایک ساز (فیروز۔۔۔)

عود: عربی کا لفظ ہے بربط۔ایک قسم کا ساز (فیروز۔۔۔)

یراع: (عربی)۔بانسری

مطرب: (عربی)۔گویّا قوال۔گانے والا۔میراثی (فیروز۔۔۔)

طبل: (عربی)۔بڑا ڈھول، نقارہ، دمامہ (فیروز۔۔۔)

رقص: (عربی)۔اچھلنا، کودنا، ناچ، (فیروز۔۔۔)

غنا: (عربی)۔راگ، نغمہ، گانا (فیروز۔۔۔)

مزامیر: (عربی)۔مزمار کی جمع (بانسریاں) (فیروز۔۔۔)

جلاجل: (عربی)۔جلجل کی جمع جھانجھ، دف (فیروز۔۔۔)

شبابہ: (عربی)۔ایک قسم کی بانسری (المنجد عربی)

معازف: دفوف (معزف کی جمع یعنی دف)

ڈھولک: چھوٹا ڈھول (فیروز۔۔۔)

بانسری: ایک قسم کا منہ باجا۔نے۔مرلی (ہندی لفظ ہے) فیروز اللغات اردو۔

سارنگی: ایک قسم کا ساز جس میں تار لگے ہوتے ہیں، عود (فیروز۔۔۔)

کچھ اس کتاب کے بارے میں

پیش نظر کتاب حضرت علامہ نور احمد انور فریدی کے بہار آفریں اور حقیقت آشنا قلم سے لکھی ہوئی تحقیقی کتاب ہے۔اہل محبت کے لیے جو انمول تحفہ سے کم نہیں مصنف نے نہایت جانفشانی عرق ریزی اور انتہائی حزم و احتیاط کے ساتھ سماع بالمزامیر پر

عالمانہ اور محققانہ شاندار تحقیق سپرد قلم فرمائی ہے۔

مصنف رسالہ ہذا صحیفہ انقلاب سرچشمہ ہدایت کتاب نور سے آیہ کریمہ ''قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ'' ''کون ہے جو زینت کی ان چیزوں کو جنہیں اللہ پاک نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کیا حرام قرار دیتا ہے'' کو اپنے موقف کی دلیل بناتے ہوئے یوں خامہ فرسائی ہیں۔

''گانے۔مزامیر اور معازف کو حرام قرار دینے والے اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر غور فرمائیں کہ خوش آوازی اور اس سے کسی کلام موزوں کا انشاد اور اس کے ساتھ خوش آوازی کے حسن زینت کی زیادتی اور تناسب اور ہم آہنگی کے لیے تانبے کے تاروں یا طبلہ، دف اور ڈھولک کی موزوں آواز سے کام لینے کی حرمت کا ادعا زندگی کے جمالیاتی پہلو سے کس قدر پہلو تہی ہے۔صوت موزوں کی تحریم یا اسی آواز کے کسی باجہ سے برآمد ہونے کی حرمت کا قول سیرت رسول کریم ﷺ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور فقہاء و آئمہ محدثین علماء عارفین ربانیین سے لاعلمی اور جہالت نہیں تو کیا ہے (کتاب ہذا صفحہ ۸-۹)

احادیث نبویہ سے حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ کے برادر محترم حجۃ الاسلام حضرت امام احمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب مستطاب ''بوارق الاطاع فی تکفیر من یحرم السماع'' کے حوالے سے

احادیث نبویہ کی صریح روشنی میں واضح کیا کہ حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ نے دو لونڈیوں سے گانا، دف کا بجانا اور شعر سنے پس گانا اور دف بجانا مرد سے بطریق اولیٰ جائز ہے۔اپنے مئوقف کی تائید میں مزید ایک اقتباس کتاب مذکور سے پیش کیا۔

''وفی انکارہ السماع الغناء وسماع ضرب الدفوف الاصوات الحسنۃ مخالفۃ السنۃ واعتقاد تحریمہا والاعراض عنہا والا انتہا عنہ فسق''

ترجمہ: یعنی غنا کے سننے دفوف کے بجانے اور اچھی آوازوں کے سننے کے انکار میں سنت کی مخالفت ہے اور سنت کیمخالفت اور اس کے حرام ہونے کا اعتقاد کفر ہے اور ان سے روگردانی فسق ہے۔

صحابہ کرام اور تابعین وہ مقدس نفوس ہیں کہ ان کا قول وفعل دین میں سند کا درجہ رکھتا ہے۔رئیس المحدثین علامہ شوکانی کی ''نیل الاوطار'' سے تقریباً ۲۱ جلیل القدر عظیم المرتبت صحابہ کا مسلک دربارہ سماع بالغنا اپنے حقیقت رقم سے قلم بند فرما کر آگے یوں تبصرہ فرمایا

''یہ ہے مکی و مدنی اساطین دین اور صحابہ وتابعین کا غنا کے بارے میں مسلک وہ لوگ جو غنا کو مطلقاً حرام قرار دیتے ہیں غور فرمائیے کہ ان کا یہ تعصب وتشدد کہاں تک حق ہے''

العیاذ باللہ کیا یہ تمام فاسق وفاجر ہیں اور گانے کو مطلق حرام قرار دینے والے متصلب اور متشدد افراد ہی دین کے علمبردار اور متقی پرہیزگار ہیں؟

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

آگے مزید لکھا

''اب کون ایسا گستاخ ہے جو ان حضرات رفیع درجات پر ارتکاب حرام کا فتویٰ دے کر اپنی عاقبت برباد کر ڈالے''

آئمہ فقہاء مجتہدین خصوصاً حضرات آئمہ اربعہ (حضرت امام ابوحنیفہ امام مالک امام

شافعی امام احمد بن حنبل) امام ابراہیم بن سعد جو امام شافعی اور امام بخاری کے شیوخ سے ہیں فقہ وحدیث کے متبحر عالم تھے سے سماع کے ثبوت میں خطیب بغدادی ابن خلکان اور ابن قتیبہ کے حوالے سے نیز ''تذکرہ حمدونیہ'' جو امام شافعی کے نزدیک بھی کتب معتمدہ میں ہے۔ رسالہ اباحۃ الغناء قاضی عیسیٰ بن ابراہیم رسالہ سماع قاضی ثناء اللہ پانی پتی اکابر علماء کی کتب معتبرہ سے روشن دلائل پیش کئے۔

احادیث مرویہ در حرمت غنا

علامہ انور فریدی رحمۃ اللہ علیہ خود ایک متبحر عالم وعارف عدیم المثال مفتی اور فقیہ تھے آپ نے اپنی تحقیق انیق سے ثابت کیا کہ حرمت غنا میں کوئی بھی حدیث صحت کو نہیں پہنچتی اور جو کچھ اس باب میں روایت کیا جاتا ہے سب موضوع ہے۔

مولانا انور فریدیؒ کا یہ دعویٰ ذاتی نہیں بلکہ فریق مخالف کے عظیم عالم اور محدث علامہ ابن حزم کا ہے۔ علاوہ ازیں محدث کبیر علامہ فاکہانی رحمۃ اللہ علیہ علامہ ابو بکر ابن العربی حضرت امام غزالی، علامہ ابن نحوی اور علامہ ابن طاہر محدث وغیرہ ہوں کے نزدیک تحریم غنا میں کوئی بھی حدیث صحیح نہیں۔

مولانا فریدی رحمۃ اللہ علیہ نے آئمہ محدثین اور علماء نقد جرح کی روایات مرویہ حرمت غنا کے بارے میں جو کچھ بھی تحقیق پیش کی ہے ان کا اصل ماخذ امام اہل حدیث علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب نیل الاوطار ہے۔ جس میں انہوں نے پوری شرح وبسط سے کام لیا اور قائلین حرمت غنا کی تمام پونجی کو ھبآء منثورا کر دیا پھر تتمہ کے عنوان سے باجوں کے ساتھ گانے کے مزید شرعی احکام ضبط تحریر میں لائے

اور دلائل کے انبار لگا دیئے جسے پڑھتے ہی قاری ورطہ حیرت میں ڈوب سا جاتا ہے اور مصنف رسالہ ہذا کی تحقیق وتدقیق کے گل نوع بنوع کی بھینی بھینی خوشبو سے دل و دماغ معطر ہو جاتا ہے۔

حالات زندگی

ولادت وتحصیل علم:

آپ پانچ رمضان المبارک ۱۳۱۶ھ بمطابق 18 جنوری 1899ء بروز بدھ شہر جتوئی ضلع مظفر گڑھ میں پیدا ہوئے۔ اپنی پیدائش کے متعلق فرماتے ہیں۔

ولدت یوم الاربع حین ظهر — وكان خمسة من شهر رمضان

الا یا شائق السن التولد — فتحسب انت منها الف الان

و تزوده علیه مائتة عشرا — وتجمع فیه سادس والمئتان

ترجمہ: میں پانچ رمضان المبارک کو بدھ کے دن ظہر کے وقت پیدا ہوا۔ خبردار! اے سن ولادت کے شوقین مجھے یہ پسند ہے کہ ایک ہزار میں ایک سو دس (۱۱۰) بڑھا دے اور اس میں دوصد چھ اور بھی جمع کر دے۔

تعلیم وتربیت

ابتدائی تعلیم اپنے والد حضرت العلام مولانا مولوی عبداللہ صاحب راجپوت بھٹی سے حاصل کی۔ جو اپنے دور کے مقتدر علماء کرام میں شمار کیے جاتے ہیں۔ سند فراغت ۱۲ ذیقعد ۱۳۴۱ء بمطابق 28 جون 1923ء میں بحر العلوم شاہ جہان پور سے پائی۔

مقامات تدریس

پاکستان کی عظیم علمی وروحانی درسگاہ جامعہ انوارالعلوم ملتان شریف میں ناظم اعلیٰ وشیخ الادب کے منصب جلیلہ پر فائز رہے۔اس سے قبل اپنے آبائی شہر جتوئی میں سلسلہ تدریس کا آغاز کیا۔غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمیؒ کے ساتھ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں پڑھاتے رہے۔تدریس کا معتدبہ عرصہ مدرسہ اسلامیہ عربیہ رضویہ ہارون آباد ضلع بہاولنگر میں مہتمم وصدر مدرسین کی حیثیت سے مشتاقان علم دین کو مستفید کرتے بسر کیا۔

بیعت وخلافت

آپ نے جس گھر اور ماحول میں آنکھ کھولی وہ نہایت ہی علمی اور روحانی ماحول تھا۔اس لئے دینی وعلمی ماحول کی بدولت آپ کی روح ایک ایسے مرد کامل و اکمل کی متلاشی تھی جو اپنے گیسوئے تابدار سے قلب ونظر اور ہوش وخرد کو شکار کرے۔

اسی وقت سلسلہ چشتیہ، نظامیہ کے شیخ کامل حضرت خواجہ غلام فریدؒ کے نورِ نظر حضرت خواجہ نازک کریمؒ کے چشمہ ہائے فیوض وبرکات ابل رہے تھی۔چنانچہ ان کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوگئے۔شیخ کامل کی نگاہِ فیض نے شعور وآگاہی کا وہ فیضان بخشا کہ مایۂ ناز علماء میں شمار ہوئے۔

ایک مرتبہ قیامِ بہاولپور کے دوران مختلف مکاتبِ فکر کے علماء کرام جنہیں اپنے علوم وفنون، تحقیق وتدقیق، ایجاز واطناب، فصاحب وبلاغت اور جملہ علمی وفنی صلاحیتوں اور محاسن پر ناز تھا۔چند مسائل پر محو گفتگو ہوئے۔آپ نے زبان وبیان کے خوب جوہر دکھائے۔وہ اس قدر متاثر ہوئے کہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے باوجود محو

حیرت ہوکر فرطِ محبت، میں دست بوسی کرنے لگے اور دست بستہ عرض کی حضرت یہ عطا، یہ فیضان، یہ علمی جلالت کیسے نصیب ہوئی؟ آپؒ نے آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ یہ سب کچھ میرے مرشد کریم کا فیضانِ نظر ہے۔

مولانا روم کیا خوب فرماتے ہیں۔

علم وحکمت در کتب دین از نظر　　　دین مجواندر کتب اے بے خبر

آپؒ کو اپنے شیخ کریم اور دیگر بزرگانِ دین کی جانب سے چاروں سلاسل میں اجازت بیعت حاصل تھی۔مگر آپ نے ازراہِ تواضع کسی کو بھی بیعت نہ فرمایا۔

علمی جلالت کا اعتراف

اللہ جل مجدہٗ الکریم نے آپ کو ہر فن میں مہارت کاملہ عطا فرمائی تھی۔آپ عبقری مدرس، بلند پایہ مصنف، عظیم محقق ومدقق، کثیر المطالعہ مفتی، جبکہ تفسیر، اصولِ تفسیر، حدیث، اصولِ حدیث، فقہ، اصولِ فقہ، میراث، طب، تکسیر، صرف، نحو، منطق، ریاضی غرضیکہ ہر متداول فن میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔

بیہقی وقت، ضیغم اسلام، غزالی زماں، رازی دوراں امام اہلسنت حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی محدث امروھوی، محدث ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ 25 سے بھی زیادہ سال آپ کے روابط قائم رہے۔وہ آپ کی علمی جلالت اور تحقیقی قوت کے معترف رہے۔علامہ کاظمیؒ مولانا موصوف کے ''فتاویٰ فریدیہ'' کے تعارف میں لکھتے ہیں۔''علامہ موصوف علوم ظاہری وباطنی میں بلند مقام رکھتے ہیں۔ جہاتک فقیر کی معلومات کا تعلق ہے،کوئی متداول فن ایسا نہیں جس میں مولانا نور احمد

انور فریدی کو ید طولیٰ حاصل نہ ہو‘‘۔ (تعارف فتاویٰ فریدیہ ص ۳،۴)

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کی خداداد صلاحیتوں کے پیش نظر حضرت قبلہ کاظمی شاہ صاحبؒ ازراہ محبت فرمایا کرتے تھے۔ ’’جنگل (جتوئی) میں پھول کیسے اُگ آیا‘‘۔ ان دو جلیل القدر بزرگوں کے درمیان جو رشتہ محبت استوار تھا اس کا اظہار غزالی زماںؒ کے ایک مرید و شاگرد خاص حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہٗ نے راقم الحروف سے ایک ملاقات کے دوران کیا۔

انہوں نے فرمایا ’’قیام بہاولپور کے دوران حضرت مولانا نور احمد انور فریدیؒ اور میرے مرشد غزالی زماںؒ کے درمیان ہمیشہ علمی گفتگو جاری رہتی۔ مولانا موصوفؒ کے سوالات کے جوابات میں میرے مرشد کریمؒ دلائل عقلیہ ونقلیہ کا انبار لگا دیتے۔ مولانا فریدیؒ حضرت کے تبحر علمی، نکتہ سنجی، نکتہ بیانی اور نکتہ گوئی سے متاثر ہو کر فرطِ محبت میں جھوم جاتے، وفور شوق سے عش عش کر اٹھتے اور نہ صرف داد و تحسین دیتے بلکہ آگے بڑھ کر کاظمی صاحبؒ کے ہاتھ چوم لیتے‘‘۔

ایک مرتبہ جامعہ انوار العلوم ملتان میں حضرت کاظمیؒ کسی مسئلے کی تلاش میں مختلف کتب کی ورق گردانی کر رہے تھے۔ کسی نے کہا حضور! مولانا نور احمد فریدی صاحب اوپر والی منزل پر تشریف فرما ہیں۔ حضرت نے مسئلہ کی صورت حال لکھ کر اوپر بھجوادی۔ تھوڑی دیر بعد مولانا انور فریدیؒ صاحب نے اس کا جواب بمعہ حوالہ صفحہ نمبر لکھ کر بھجوا دیا۔ جسے آپ پڑھ کر باغ باغ ہو گئے۔ انتہائی مسرت کے ساتھ فرمایا مجھے مولانا کے پاس لے چلو، جب سامنا ہوا تو فرمایا ’’حضرت مجھے اپنے ہاتھ کا بوسہ تو لینے دو‘‘۔ اللہ اللہ ایسے حق گو اور حق بین مردانِ کار، جمال وکمال کے مرقع اور عظمتوں کے

مینار کہاں کھو گئے؟

کہاں چھپے ہیں جو کج رو کو روشنی بخشیں؟

کہاں گئے جنہیں اہل جمال کہتے ہیں؟

افسوس ایسے پاکیزہ نفوس کے نقوشِ حیات، علمی، تحقیقی کارنامے گوشہِ گمنامی میں رہ گئے ان کی ملی و مذہبی خدمات کو ضبط تحریر میں نہ لایا جاسکا۔

وہ لوگ ہم نے ایک ہی شوخی میں کھو دیئے

ڈھونڈا تھا آسماں نے جنہیں خاک چھان کر

گردشِ دوراں کے کئی ادوار گزر جاتے ہیں تب کہیں ایسے جامع الصفات لوگ پیدا ہوتے ہیں جن کا وجود مسعود اہل جہاں کیلئے باعث رحمت و برکت ہوتا ہے۔ افسوس آپ کا پیشتر وقت ایسے نامساعد ماحول اور حالات میں گزرا کہ لوگ آپ کے تبحر علمی سے مستفیض نہ ہو سکے۔ اس درد کا اظہار حضرت علامہ کاظمی شاہ صاحبؒ نے فتاویٰ فریدیہ کے ابتداء میں یوں کیا۔

’’افسوس آپ کا وقت ایسے نامساعد ماحول میں گزرا کہ آپ کے علمی فیوض و برکات سے قوم کو کماحقہٗ استفادہ کا موقع نہ مل سکا‘‘۔ (فتاویٰ فریدیہ ص ۳،۴)

عشق رسول ﷺ

محبت رسول ﷺ وہ سرمایہ ایمان ہے جو اہل محبت ہی کو عطا ہوتا ہے۔ علامہ انور فریدیؒ اس سرمایہ سے مالا مال تھے۔ ان کے دل میں اُس محبوب حجازی ﷺ کی محبت کا نقش ثبت ہو چکا تھا۔ وہ عشقِ مصطفےٰ ﷺ اور جمال محمدی کی رعنائیوں میں گم رہتے۔

درج ذیل واقعہ ان کے صاحبزادے مولانا احمد علی فریدی مدظلہٗ کی زبانی رقم ہے جو علامہ موصوف کی والہانہ محبت پر غماز ہے۔

''ایک مرتبہ نوریہ فریدیہ عیدگاہ جتوئی میں عیدگاہ کی چاردیواری کے سنگِ بنیاد کی غرض سے اپنے دوستوں اور عقیدت مندوں کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔ اچانک ایک بدنام زمانہ گستاخ رسول ﷺ وہاں آدھمکا۔ آپ سے مصافحہ کرنے کے خیال سے آگے لپکا۔ مگر حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ نے استغنائی کا مظاہرہ کیا اور کمالِ غیرت سے رُخ موڑلیا۔ غیرتِ عشق کا یہ منظر دیکھ کر وہ اچھی طرح بھانپ گیا کہ مولانا مجھے ہاتھ ملانا گوارا نہیں کررہے۔ وہ مصافحہ کئے بغیر چپ چاپ گزر گیا۔ غیور وجسور عاشق رسول ﷺ کی محبت کا یہ روح پرور منظر دیدنی تھا۔ اسی حالت میں کسی عقیدت مند نے جسارت کرتے ہوئے کہا ''حضرت کیا مضائقہ تھا اگر ہاتھ ملالیتے'' یہ سنتے ہی آپ کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا اور فرمایا ''قیامت کے دن اگر میرے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی فرمادیں کہ نور احمد! میرے گستاخ کے ہاتھ میں ہاتھ کیوں دیا؟ تو بتاؤ میں کیا جواب دوں گا؟'' یہ کہا اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی''۔

تدریس وتصنیف

حضرت مولانا انور فریدیؒ کی پوری زندگی خدمتِ دین سے عبارت ہے۔ درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور فتویٰ نویسی میں آپؒ کی اعلیٰ خدمات سے انکار ممکن نہیں۔ درس وتدریس کے ذریعے سینکڑوں طلباء علماء اور فضلاء کو فیض یاب کیا۔ عصر حاضر کے مقتدر علمائے دین صاحبزادہ حضرت سید سجاد سعید کاظمی، حضرت علامہ مولانا

محمد منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ مولانا مفتی غلام مصطفےٰ رضوی، پروفیسر حافظ اللہ یار فریدی صاحب، حضرت مولانا غلام قادر غوثوی دامت برکاتہ اور دیگر بے شمار علمائے دین آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔ بیشہ تحقیق گھنا اور وسیع وعریض میدان ہے۔ اور میدان تصنیف وتالیف میں تحقیق کے ساتھ خامہ فرسائی آسان نہیں جان جوکھوں کا کام ہے۔ مولانا انور فریدیؒ نے قلم کے ساتھ رشتہ استوار رکھا۔ شستہ و رفتہ تحریریں اور مقالات سپرد قلم کئے۔ تحقیق کے وہ جوہر دکھائے اور تدقیق کے وہ پھول کھلائے جنہیں پڑھ کر قاری ورطہ حیرت میں ڈوب سا جاتا ہے۔ اور بے ساختہ بول اٹھتا ہے ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء . مگر افسوس آپ کی اکثر کتابیں مدت مزید بیت جانے کی وجہ سے زیور طبع سے آراستہ نہ ہوسکیں۔ آج بھی موضوع کے اعتبار سے انکی افادیت واہمیت سے ذرا بھر انکار ممکن نہیں۔

آپ کی تصانیف وتالیفات مطبوعہ اور غیر مطبوعہ میں سے چند ہدیہ قارئین ہیں۔

۱۔ ''فتاویٰ فریدیہ'' یہ ستمبر 1964ء کا مطبوعہ فتاویٰ حضرت انور فریدیؒ کی محققانہ تدقیق اور عالمانہ تحقیق کا شاہکار ہے۔ جنکی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمۃ اسکے تعارف میں لکھتے ہیں۔

''امابعد زیر نظر فتاویٰ فریدیہ کے تعارف میں اسکے مؤلف فاضل اجل، عالِم بے بدل مخدومی، مطاعی حضرت العلام مولانا نور احمد صاحب انور فریدی دامت برکاتہم العالیہ کی طرف اسکی نسبت کا اظہار ہی کافی

ہے"

پھر آگے فرماتے ہیں۔

"زیر نظر فتاویٰ ناظرین کے سامنے ہے "مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید" ماشاءاللہ جو مسئلہ سامنے آیا اسکی تحقیق کا حق ادا کردیا۔ (فتاویٰ فریدیہ ص ۳،۴)

۲۔ "1857ء کی جنگ آزادی کے ہیرو اور اسماعیلی تحریک جہاد کا پس منظر" یہ مختصر مگر پرمغز مقالہ خود مؤلف کے بقول حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمۃ کے افادات کا مجموعہ ہے۔ یہ مقالہ 27 جون 1957ء کو اختتام پذیر ہوا۔ صاحبِ مقالہ موصوف اس موضوع پر تفصیل کے ساتھ لکھنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ مگر عدیم الفرصتی کی بنا پر نہ لکھ سکے۔ چنانچہ وہ رسالہ کے آخر میں لکھتے ہیں "اگر حالات نے مساعدت کی تو انشاء اللہ العزیز کسی دوسری فرصت میں ہم بالتفصیل ان حضرات کے کارنامے ملت اسلامیہ کے سامنے پیش کرنے کا شرف حاصل کریں گے"۔

۳۔ "مواقیت الصلوٰۃ" اہل قرآن کی طرز پر صرف آیات قرآنیہ سے پانچ نمازوں اور انکے اوقات کا اثبات ہے۔

۴۔ "النبی الشاہد" سید دو عالم ﷺ کے حاضر ناظر ہونے پر قرآن و احادیث اجماع سلف الصالحین اور مخالفین کی عبارات پر مبنی ثبوت فراہم کئے۔

۵۔ "بشریت مصطفےٰ ﷺ" قل انما انا بشر مثلکم کی محققانہ تفسیر ہے۔

۶۔ "حلت ذبیحہ منذورہ" پر عالمانہ اور محققانہ مقالہ ہے۔

۷۔ "اثبات سمع الموتی من الکتاب والسنۃ"

۸۔ "شہادت سیدنا امام حسین علیہ السلام"

۹۔ "افاضات فریدیہ"

۱۰۔ "سر الودود فی وحدۃ الوجود"

آپ چونکہ سلسلہ چشتیہ نظامیہ سے وابستہ تھے، اسلئے وحدۃ الوجود کے قائل تھے۔ اس موضوع پر آپ کی یہ کتاب نہ صرف لائق مطالعہ ہے بلکہ قابل صد آفرین ہے۔ اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی عمدہ توضیح بھی ہے۔

عربی دانی: عربی ایک وسیع و عریض زبان ہے۔ عربی اہل بہشت، اہل عرب، قرآن اور صاحب قرآن حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی زبان مبارک ہے، ظاہر ہے اور کوئی زبان اس سے زیادہ فصیح و بلیغ اور وسیع و عریض نہیں ہوسکتی۔ اس زبان کے اصول اور قواعد وضوابط جس کے بولنے اور لکھنے میں استعمال کے لحاظ سے اسماء وافعال کی مناسبت کا لحاظ، فعل لازم اور متعدی کی تمیز، فاعل اور مفعول کی تقدیم و تاخیر، تذکیر و تانیث اور ضمائر کا لحاظ مشکل کام ہے۔ یہ مہارت کاملہ کا دعویٰ ہر کسی کا کام نہیں۔ خدائے لم یزل نے محض اپنے فضل و کرم سے مولانا انور فریدی کی ذات گرامی کو اس دولت سے بھی حظ وافر عطا فرمایا تھا۔

غزالی زماں امام اہلسنت حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی قدس سرہٗ العزیز کے ساتھ عربی خطوط، مفتی وفقیہہ اعظم حضرت علامہ مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ اشرفی نعیمی بصیرپوری کی کتاب مستطاب "مکبّر الصوت" کے متعلق اپنے عربی تاثرات رقم فرمائے۔ نیز جامعہ مہریہ مظہر العلوم ہارون آباد بہاولنگر میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے حدیث شریف کی سند عربی لسان میں تحریر فرمانا شاہد عادل ہے۔

بعض عربی اشعار بھی لکھے ہوئے ملتے ہیں جس میں محض فضل الٰہی سے رفعت علم، علم وعرفان سے لبریز کاسہ نوشی کا ذکر فرمایا ہے۔ کتب بینی، زور مطالعہ اور دریائے علوم میں غوطہ زنی کر کے لعل و جواہر کو پایا اور آخر میں اپنا نام (نور احمد) مسلک حنفی چشتی قومیت اور وطن کا ذکر فرمایا۔ چنانچہ 4 مارچ 1966ء کو یہ چند اشعار قلمبند فرما کر اپنے عربی ذوق وشوق، تحدیث نعمت اور ضیافت طبع کا عملی ثبوت فراہم کیا۔

سقیت من کوئوس العلم کأساً   فنلت رفعة من ذی المعالی

میں نے علوم کے جام نوش کیئے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بلند مرتبہ عطا کیا۔

وخضت فی بحور العلم حتی   اخذت منها کالغٰالی

علم کے سمندروں میں غوطہ زن رہا اور اسکے اندر سے موتیوں جیسے راز ورموز تلاش کیئے۔

رجوت اللہ فضلاً من فواد   عرفت انہٗ کان ھدیٰ لی

دل وجان سے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا امیدوار ہوں اور یقین سے پہچان گیا ہوں کے اس نے مجھے ہدایت بخش دی ہے۔

لعمری اننی کنت قدیماً   کئیبا اوحزیناً صارَ حالی

مجھے اپنی ذات کی قسم! میں بہت دنوں سے پریشان اور غمگین رہا مگر اب بفضلہٖ تعالیٰ میری حالت سنور گئی۔

وعشت الدھر فی ریب المنون   ھدیت الحق واللہ قد قضالی

مدت سے زمانے کی گردش میں رہا، آج (قسم خدا) اللہ رب العزت نے مجھے حق سچ کی راہ دکھلا ہی دی ہے۔

انا الحنفی والچشتی سلوکا   حمدت اللہ فی ذا اذ صفالی

سلوک میں حنفی اور چشتی ہوں اور اسی نعمت عظمیٰ پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں۔

انا لابھتی والجحرات وطنی   واسمی نور احمد قد بدالی

قبیلہ بھٹی (راجپوت) سے متعلق ہوں اور گجرات (کاٹھیاواڑ) میرا وطن ہے۔

نام نور احمد (فریدی) ہے اور یہ تاریخی نام ہے۔

(ترجمہ اشعار: پروفیسر حضرت علامہ عبدالغفور غوثوی مدظلہٗ العالی)

مولانا بشیر احمد ابن مولانا خیر محمد صاحب ریٹائرڈ ٹیچر ڈیرہ شمس تحصیل رحیم یار خان میں سکونت پذیر ہیں۔ حضرت نور احمد فریدی رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے اور داماد ہیں ، نے بذاتِ خود راقم الحروف کو بتایا "حضرت مجھ سے اولاد جیسی بلکہ ان سے بھی زیادہ شفقت فرماتے تھے۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں امام الائمہ کے عہدے پر فائز تھے ۔ میں نے ان کی نوٹ بک پر مختلف مکاتبِ فِکر سے متعلق جید علماء اور مستند خطباء جو آپ کی خرمنِ علم سے خوشہ چینی کرتے رہے کے اسماء دیکھیئے یہ حضرات دوران درس مختلف مسائل پر اندھا دھند سوالات کی بوچھاڑ کر دیتے۔ حضرت پورے اطمینان اور حلم وحوصلہ کے ساتھ سن لیتے۔ پھر دریائے علم وعرفان میں غوطہ زنی فرماتے، علم کے موتی اور لعل و جواہر سے سبھی کا دامن بھر دیتے۔ خداداد صلاحیت واستعداد اور قابل رشک قوت استدلال، بے پناہ ذہانت وفطانت اور کمال وسعت مطالعہ پر سردھنتے اور داد وتحسین کے کلمات سے ایک شور برپا ہو جاتا"

ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ قبلہ کبھی ایسا اتفاق بھی ہوا کہ ان علیم اور جید علماء کے کسی علمی سوال کے جواب میں قدرے تامل ہوا ہو یا فی الفور ذہن میں جواب

متحضر نہ ہو۔ میری بات سن کر اپنے مخصوص انداز میں ہنس دیئے۔ نظر سے نظر ملا کر محبت آمیز سرائیکی لہجے میں یوں گویا ہوئے۔

"وے اوتری دا کلر آ اے خیال تیکوں کیویں آ گئے"

جواباً فرمایا ہاں! ایک بار ایسا ہی ہوا کہ ایک سوال کے جواب میں وقتی طور پر ذہن میں کچھ حاضر نہ تھا۔ میں نے فوراً آنکھیں بند کر لیں۔ تصور شیخ کیا۔ (گویا حضرت خواجہ نازک کریم سے مدد چاہی) آن واحد میں ایک کتاب میرے سامنے لائی گئی جس کا نام اور صفحہ میرے ذہن میں نقش ہو گیا۔ آنکھیں کھول دیں۔ میں نے کہا فلاں کتاب لاؤ۔ صفحہ کھولا تو ان کے مطلب کی بات کو پالیا۔ اور انھیں سمجھا دیا۔ یوں مشکل مسئلہ نگاہ شیخ سے حل ہو گیا۔

محمد اختر حسین خواجہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ ملتان ساکن جتوئی حضرت کے مصاحب عقیدت مند اور قدر شناس ہیں، نے راقم الحروف کو بتایا "مجھے حضرت قبلہ انور فریدی کی خدمت میں بے شمار مرتبہ صحبت کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت نے ایک مرتبہ بذاتِ خود ارشاد فرمایا کہ "گورنر امیر محمد خان والی پنجاب کے دور میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں امام الائمہ کی سیٹیں آئی ہوئی تھیں۔ حضرت علامہ امام اہلسنت سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمیؒ کے مشورے سے میں نے درخواست دی۔ انٹرویو کیلئے مصر سے علماء کرام کا ایک وفد آیا کم و بیش 2 گھنٹے عربی میں سوالات کرتے رہے اور یہ فقیر انہیں عربی زبان میں فی البدیہہ جواب دیتا رہا"۔

اس واقعہ سے حضرت کا عربی زبان سے کمال ذوق شوق کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

یہی خواجہ صاحب کے بقول کہ عربی دانی اور تفہیم قرآن مجید کا یہ عالم ہوتا

کوئی بھی حافظ قرآن اگر قرآن کی تلاوت میں غلطی کرتا تو فوراً کہہ دیتے کہ غلط پڑھ رہا ہے۔ حالانکہ آپ قرآن مجید کے حافظ بھی نہ تھے۔ یہی وجہ بھی کہ رمضان المبارک میں آپ کی جامع مسجد جتوئی میں حافظ تراویح کیلئے بمشکل تیار ہوتا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ غلط پڑھنے کی نسبت (تجوید و ترتیل کا لحاظ کئے بغیر) الم تر سے پڑھنا بہتر ہے۔ اس لئے تراویح میں اکثر سورتیں پڑھی جاتی تھیں۔!

شیخ کی نظرِ کرم: حضرت مولانا احمد علی فریدی صاحبزادۂ علامہ انور فریدیؒ نے راقم الحروف کو بتایا کہ والد محترم (علامہ انور فریدی) کے عہد طفولیت کا واقعہ ہے۔ انہوں نے کئی بار ہمیں خود بیان فرمایا کہ پیر طریقت حضرت خواجہ غلام نازک کریم سائیں ہمارے گھر جتوئی میں والد ماجد حضرت مولانا محمد عبداللہ کے ہاں تشریف لائے۔ آپ نے مجھے حضرت کی بارگاہ عالیہ میں پیش کر کے عرض کیا، حضور نور احمد میرا بیٹا ہے اسے شرفِ بیعت سے نوازیں حضرت قبلہ نے اپنا روئے انور میری طرف متوجہ کیا اور چشم سیاہ مست سے دیکھا اور فرمایا مولانا یہ بچہ ابھی کم سن ہے، لائق بیعت نہیں۔ والد بزرگوار نے عرض کیا حضور اگر یہ بچہ آج ہی فوت ہو جائے تو کیا بے مرشد اور بے پیرا ہو کر مرجائے؟

بے پیرے توں بہتر کتا   صاف یتیّم سنیہا مُتّا

حضرت نے سر ہلاتے ہوئے میرے دونوں ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں رکھ دیے، رسیلی آنکھیں بند فرمالیں۔ توجہ خاص سے نوازا۔ پھر آنکھیں کھول کر فرمایا۔ مولانا مبارک ہو آپ کے بیٹے کی بیعت ہوگئی اب تو خوش ہو نا! والد محترم حضرت علامہ انور

فریدی فرمایا کرتے تھے کہ اس کے بعد میرے والد محمد عبداللہؒ نے فرمایا نور احمد چوتھی کلاس میں پڑھتا ہے مگر اسے ا، با، تا، ثا کے سوائے کچھ نہیں آتا۔ حضرت نے متاثر کن لہجے میں پورے وثوق سے فرمایا، مولانا! تم تو کہتے ہو اسے کچھ نہیں آتا کب پڑھے گا؟ کیا پڑھے گا؟ اس کے موئے ناصیہ اس بات پہ غماز نظر آرہے ہیں کہ یہ بچہ علماء اور فضلاءِ وقت کو درس دے گا۔ قطب وقت کی زبان سے نکلا ہوا یہ جملہ حرف بحرف پورا ہوا۔ جب آپ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں امام الائمہ کے منصب جلیلہ پر متمکن ہوئے تو بڑے بڑے علماءِ وقت نے آپ سے شرف تلمذ پایا۔ اور آپ ان کے ہر قسم کے علمی سوالات کے جوابات ایسے علمی انداز میں دیتے کہ انہیں ورطہ حیرت میں ڈال دیا کرتے تھے۔

علامہ نعیمی کے ایک مکتوب کا اقتباس: استاذ العلماء حضرت مولانا محمد حسین نعیمی بانی جامعہ نعیمہ لاہور کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ انکا نام عمائدین اہلسنت میں نمایاں ہے۔ کون ہے جو حضرت کی علمی و عملی، ملی و مذہبی و سیاسی خدمات کا معترف نہ ہو۔ ان کی دوربین اور دوررس نگاہ میں علامہ انور فریدیؒ کا وجود مسعود حبیب دوسرا کی امت کیلئے خضر راہ سے کم نہیں۔ چنانچہ وہ اپنے ایک مکتوب جو مورخہ 20 مارچ 1960ء میں حضرت کی بارگاہ میں روانہ کیا، میں لکھتے ہیں۔

''مدارس اہلسنت کے وفاق اور تنظیم کی شدید ضرورت آپ کی بصیرت افروز نگاہوں سے پوشیدہ نہیں اس سلسلے میں ایک اہم مجلس شوریٰ مورخہ 3,2 اپریل 1960ء بروز ہفتہ، اتوار جامعہ نعیمہ عیدگاہ

گڑھی شاہو لاہور میں انعقاد پذیر ہو رہی ہے آپ کی شرکت اور آپ کے زریں مشورے ضروری ہیں۔ آپ امت کیلئے خضرِ راہ ہیں۔ عوام اہل سنت کی امیدیں آپ سے وابستہ ہیں۔ خدارا اٹھیے اور کوئی اجتماعی پروگرام وضع کیجئے''۔

عشق رسول ﷺ ایک عاشق صادق کیلئے سرمایہ دین و دنیا ہوتا ہے۔ حضرت فریدیؒ اس نعمت سے مالا مال تھے۔ انکے قلم گوہر بار نے منظوم و منثور ہر دو طریق پر سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں گوہر فشانی کا شرف حاصل کیا ہے۔ نظم سنجی میں آپ نے کچھ وقت منورؔ کے تخلص سے خامہ فرسائی کی۔ اور بعد میں انورؔ فریدی تخلص اختیار فرمایا۔ دیوان نذر تغافل ہوگیا۔

مختلف مقامات پر تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ آخری دورِ حیات مدرسہ رضویہ ہارون آباد ضلع بہاولنگر میں گزرا۔ اور وہاں ہی اپریل 1969ء کو داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔ جسد خاکی کو اپنے آبائی شہر جتوئی لایا گیا۔ نماز جنازہ آپ کے پیر بھائی فقیہہ العصر مولانا نیاز احمد فریدی رحمۃ اللہ علیہ خطیب جامع مسجد سردار بہادر خان علی پور ضلع مظفرگڑھ نے پڑھائی۔ مسجد نوریہ فریدیہ کی جنوبی سمت میں اپنے والد ماجد کے ساتھ ہمیشہ کیلئے محوِ استراحت ہیں۔

نیازمند

غلام جیلانی چاچڑ نقشبندی

ٹھٹھہ چنڈریر جھگی والہ تحصیل جتوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله وحده الذی بيّن الحلال والحرام والصلوة والسلام علی من لا نبی بعده سید المرسلین خیر الانام و علی آله و اصحابه ذوی المجد و الاحترام .امابعد فیقول العبد المفتقر الی الله الاحد المدعوبه نور احمد انور فریدی ناز کی ابن مولانا المولوی محمد عبدالله الواجفوت البهتی یبدل الله سیاتهما الحسنات الجتوئی مولداً الماتریدی مذهباً الحنفی مسلکا الچشتی مشرباً لما کان فی هذه الاوان والا عصار فی الاقطار ولامصار انتشر من الوعاظ والقصاص الجهلاء الذین لا یعلمون القرآن ولا یعرفون الحدیث ولا یفهمون الاخبار والآثار ولا یمیزون بین المرویات الصحیحة والسقیمة ولا المرفوعة والموضوعة یجترء ون بالسنتهم الحداد جرأة سوء الادب علی الاولیا ولاصفیا ویفترون علی الله تعالی والرسول ﷺ ماکان منها فی السرالف المتقین اثرو وما جاء به من المتقین المومنین خبر اردت ان اکتب فی مسئله الغناء ولو مع المزامیر عجا لة نافعة بالدلائل الشرعیة والبراهین الجلیة لینتفع بها من یخاف الله تعالی و ینتبه عن سوء الادب فی حق الاولیا الذین کانوایسمعون السماع ولو مع العود والیراع فا لآن اشرع بعون الملک المجیب علیه توکلت والیه انیب.

افراط وتفریط یوں تو ہر امر میں صراط مستقیم سے انحراف کا سبب کجروی اور

ٹیڑھا پن ہے۔ کیونکہ دو نقطوں کے درمیان خط مستقیم صرف ایک ہی ہوسکتا ہے۔ مگر امور دینیہ اور معاملات شرعیہ میں بداعتدالی کا بُرا اثر بہت ہی گمراہ کن اور فتنہ وفساد کا حامل ہوا کرتا ہے۔ مثلاً عقائد میں شرک توحید کا ضد ہے اور عقل ونقل سے ثابت ہے کہ اس امر محال کا اعتقاد شرک ہے۔ دیوبندی مکتبہ فکر کے فاضل مفکر مولوی اشرف علی تھانوی "بوادر النوادر" جلد ۲ ص ۷ میں لکھتے ہیں

''شرک کیلئے لازم ہے کہ وہ کسی امر ممتنع کا اعتقاد ہوگا''

اور اس اعتقاد سے جسقدر افعال سرزد ہوں اعمال شرکیہ ہیں۔ مگر اس حقیقتِ حقہ اور صداقتِ ثابتہ کو نظر انداز کرنے سے افراط وتفریط کا وہ ہنگامہ برپا ہے کہ ملّت اسلامیہ تخریب وتفریق اور تشتت وانتشار کا اکھاڑہ بن کر رہ گئی ہے۔ عبادت و تعظیم اور استعانت وتعاون کے فرق کو غتِ ربود [1] کر کے ملتِ واحدہ کے اتحاد واتفاق کو پارہ پارہ کیا جارہا ہے۔

اور اعمال میں مثلاً گانا بجانا افراط وتفریط کی آماجگاہ بن کر متخالف اور متضاد مفاسد کا سبب بن رہا ہے۔ ایک قوم نے تو اس میں ایسا انہماک برتا۔ کہ امور منہیہ شرعیہ کے اقتران وانضمام کے باوجود بھی اس سے اجتناب نہ کیا۔ اور اخلاق وتہذیب کا دیوالیہ نکل گیا۔ یہ قوم انواع واقسام کے فسق وفجور میں مبتلا ہوکر ننگِ انسانیت بن کر رہ گئی۔ مگر ایک اور قوم نے رہبانیت کے سے زہد وتقشّف سے یہاں تک غلو اور تشدد

[1] ملا جُلا۔ گڈمڈ۔ کہتے ہیں کسی جاہل شاگرد نے استاد سے کہا سعدی کے مصرعہ سعدی کہ ''گوئے بلاغت ربود'' سمجھ میں تو آ گیا مگر غت ربود کے معنی سمجھ میں نہیں آئے اس سبب سے مشہور ہوگیا ہے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ مصرعہ متذکرہ کے معنی سمجھاتے وقت نیم مُلا نے شاگرد کو بتایا ''سعدی کی گیند بلا کی'' پھر کہا غت ربود صیغہ عربی کا ہے آگے پڑھ یوں شہرت ہوگئی۔ دیکھئے فیروز الغات اردو (غلام جیلانی چاچڑ) ۱۲

سے کام لیا کہ اسکو حرام مطلق قرار دیکر نہ صرف انسانیت کی توہین کی۔ کہ انسان کو حیوانِ مطلق بلکہ اس سے بھی فروتر قرار دے دیا۔ ولنعم ما قیل

[1] اشتر بشعر عرب درحالت است وطرب۔ گر ذوق نیست ترا کثر طبع جانوری [2]

حالانکہ انسان فطرۃً ذوق حسن وزیبائی بھی رکھتا ہے۔ اور انسان کی بنیادی خصوصیت تحسین حسن ناقابل انکار حقیقت ہے۔ اور ادھر تجربات سے ثابت ہو چکا ہے کہ موسیقی ہیجان اور جوش وخروش کی تسکین اور شعور واحساس کے برانگیختہ کرنے میں نمایاں موثر ہے۔ رنج ومصیبت اور محنت کا اثر کم کرنے کیلئے موسیقی کا استعمال ملاحوں، چرواہوں، عرب کے بدوؤں، کسانوں، پسنہاریوں تک کو معلوم ہے۔ اعصاب کے علاوہ جسم کے تمام اجزا واعضاء بلکہ اخلاق وطبائع پر اسکے اثرات نہایت واضح ہیں۔ اعصاب کو تاثیر اور انقلاب کیلئے تیار کرتی ہے۔ ذہن میں تیزی، بیداری سکون اور ٹھہراؤ کی کیفیت رونما ہوتی ہے۔ مردوں میں حمیت اور جرأت اور صبر ومستعدی کے جذبات ابھارنے کیلئے جنگی موسیقی سے زیادہ موثر کوئی چیز نہیں۔ اسی لئے بینڈ فوجوں کے لئے ناگزیر ہے۔ اور رجز خوانی بہادرانِ عرب کا شعار رہا ہے۔ اور پھر موسیقی کا خواب آور اثر تو عورتوں تک کو معلوم ہے۔ ماؤں کی لوریاں اسی اصول پر مبنی ہیں۔ [2]

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا قل مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ کون ہے جو زینت کی اُن چیزوں کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں

---

[2] ترجمہ: اونٹ وجد وحال میں ہے۔ اگر تجھکو ذوق، محبت نہیں ہے۔ تو تو ٹیڑھی طبیعت کا جانور ہے۔ گلستان سعدی باب دوم (ترجمہ از غلام جیلانی)

[2] اونٹ اور سانپ پر موسیقی کا اثر ناقابل تردید مشاہدات پر مبنی ہے۔ ۱۲ انور فریدی

کیلئے پیدا کیا ہے حرام قرار دیتا ہے۔

گانے مزامیر اور معازف کو حرام قرار دینے والے اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر غور فرمائیں۔ کہ خوش آوازی اور اس سے کسی کلام موزوں کا انشاد اور اسکے ساتھ خوش آوازی کے حسن وزینت کی زیادتی اور تناسب وہم آہنگی کیلئے تابنے کی تاروں، یا طبلہ، دف، اور ڈھولک کی موزوں آوازوں سے کام لینے کی حرمت کا ادعا زندگی کے جمالیاتی پہلو سے کس قدر پہلوتہی ہے۔ صوتِ موزوں کی تحرم یا اسی آواز کے کسی باجہ سے برآمد ہونے کی حرمت کا قول سیرت رسول کریم ﷺ اسوۂ صحابہ کرام اور تابعین وتبع تابعین اور فقہا وآئمہ محدثین اور علماء عارفین ربانیین سے لاعلمی اور جہالت نہیں تو کیا ہے۔

بوارق الاطاع فی تکفیر من یحرم السماع میں حجۃ الاسلام ابوالفتوح امام احمد غزالیؒ لکھتے ہیں۔

و فی انکار سماع الغنا و سماع ضرب الدفوف الاصوات الحسنة مخالفة السنة و اعتقاد تحریمها کفر والاعراض عنها والا نتهاء عنه فسق و ورد فی مسلم والبخاری عن الربیع بن معوذ بن عفرا قالت جاء البنی ﷺ و جلس علی فراشی و

غنا کے سننے اور دفوف بجانے کے اور اچھی آوازوں کے سننے کے انکار میں سنت کی مخالفت ہے۔ اور سنت کی مخالفت اور اسکے حرام ہونے کا اعتقاد کفر ہے۔ اور ان سے روگردانی اور اس سے رک رہنا فسق ہے۔ ربیع بنت معوذ بن عفرا سے مسلم اور بخاری میں وارد ہوا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ تشریف لائے نبی کریم ﷺ اور میرے بستر پر تشریف فرما ہوئے۔ اور

عندی جویرتیان یضربان بالدف
و یندبن من قتل من اباء ی یوم
بدر فقالت احدهما و فینا نبی
یعلم ما فی غد فقال ﷺ دعی
هذاو قولی ما کنت تقولین فهذا
الحدیث دال علی انه ﷺ سمع
صوت الدف والغناو الشعر من
الجویرتیان من غیر حاجة فسماع
الغنا واصوات الدف من الرجل
یکون جائزاًبطریق الاولی وقد
امر ﷺ الجویریته بالغناء
شعراًوضرب الدف حیث قال
قولی ما کنت تقولین والامر
للوجوب اذا تجرّدعن القرائن
کقوله تعالی اقیموا الصلوة او
للندب با القرینة کقوله فکاتبوهم
ان علمتم فیهم خیرا اوللاباحة
للتقریر ایضاً کقوله تعالی اذا
حللتم فا صطادواوههنا

میرے پاس دو کمسن لونڈیاں دف بجارہی
تھیں۔ اور میرے آبا سے جو بدر میں
مقتول ہوئے اُن کا مرثیہ گارہی تھیں۔تو
ان میں سے ایک نے کہا اور ہم میں نبی
ﷺ ہیں جو آنیوالے امور کو جانتے ہیں تو
فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اسکو چھوڑ اور کہہ
وہ جو تو کہہ رہی تھی۔ پس یہ حدیث دلالت
کرتی ہے کہ تحقیق حضو ﷺ نے بلاوجہ دو
لونڈیوں سے گانا دف کا بجانا اور شعر
سنے۔ پس گانا اور دف بجانا سننا مرد سے
بطریق اولی جائز ہے۔ اور تحقیق امر فرمایا
رسول اللہ ﷺ نے لونڈی کو گانے دف
بجانے اور شعر کہنے کا جبکہ فرمایا کہ کہہ تو جو
کہہ رہی تھی اور امر وجوب کیلئے ہوتا ہے
جبکہ قرائن سے مجرد ہو۔ مثل قول اللہ تعالیٰ
کے قائم کرو نماز کو اور ساتھ قرینہ کے
استحباب کیلئے ہوتا ہے۔ مثل فرمان اسکے
کہ غلاموں سے کتابت کرلو اگر انمیں تم
نے خیر کو جان لیا۔ یا امر مباح کی اباحت
بیان کرنے کیلئے بھی ہوتا ہے۔ مثل قول
اللہ تعالیٰ کے جب تم احرام کھول ڈالو تو
شکار کرو۔

یحتمل الوجوب لانه ﷺ امرها
مشافهة فلا یجوز مخالفة لانه
ﷺ امر با عادة ما کانت تقوله
اولاً وهو ﷺ یصغی الی معانیه
فاذا طلب علیه الصلوة والسلام
شیئا من غیر حالة اصغائه الی
الجواب وجب علیه ذکره لقوله
تعالی یا ایهاالذین امنوا استجیبوا
لله وللرسول اذا دعاکم لما
یحییکم وروی ایضاً البخاری و
مسلم عن عائشةَ رضی الله تعالیٰ
عنها قالت دخل علیها ابوبکر
وعندهما جویرتیان یضربان بما
تفاولت به الانصار یوم بغاث
والنبی ﷺ مغشی بثوبه
فانتهرهما ابوبکر فقال النبی
ﷺ دعهمایا ابابکر فانهما ایام
عید فهذا الحدیث بصراحة دال
علی جواز سماع الدف وصوتهما

اور یہاں وجوب محتمل ہے۔ کیونکہ رسول
اللہ ﷺ نے اسکو دو بدو امر فرمایا
۔لہذا اسکی مخالفت جائز نہیں اور اسلئے کہ
آنحضور ﷺ نے اسکو جو وہ پہلے کہہ رہی
تھی کے اعادہ کا حکم فرمایا اور رسول اللہ
ﷺ اشعار کے معانی کی طرف متوجہ
تھے۔ اور جب علیہ الصلوۃ والسلام جواب کی
جانب متوجہ نہ ہونے کی حالت میں کوئی چیز
طلب فرمائیں اسکی تعمیل ضروری ہے۔ اللہ
تعالیٰ کے فرمان سے کہ فرمایا اے ایمان
والوں اللہ اور رسول اللہ کی اجابت کرو جبکہ وہ
تمہیں بلائے اسلئے کہ وہ تمہیں زندگی دیتا
ہے۔ اور ایسے ہی امام بخاری وامام مسلم نے
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا
ہے کہ میرے گھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
تشریف لائے جبکہ دو چھوکریاں یوم بغاث
کے موقع پر انصار کے کارناموں کے اشعار گا
بجارہی تھیں اور نبی کریم ﷺ چادر اوڑھے
ہوئے لیٹے تھے۔ حضرت ابوبکر نے ان
دونوں لونڈیوں کو جھڑکا تو نبی کریم ﷺ نے
فرمایا اے ابوبکر انہیں چھوڑ دو۔ پس تحقیق یہ
عید کے دن ہیں۔ بس یہ حدیث صراحۃً دف
بجانے اور لونڈیوں کے اشعار سننے کے جواز
پر دلالت کرتی ہے۔ اور اس میں ان پر

والرد علی منکر هما وفیه بیان
لزجر المنکر ودفعه عن الانکار
لانه علیه السلام نهی عن الانکار
علیهما وقال الله تعالی لقد کان
لکم فی رسول الله اسوة حسنة
فمن قال ان سماع الغنا حرام
وضرب الدف حرام و حضور
هما فکانه قال ان النبی ﷺ
سمع حراما و منع الناهی عن
الحرام ومن اعتقد ذلک کفر
بالاتفاق فان قیل یجوز هذا فی
یوم العید لا فی غیره لانه قید
جوازه فی یوم عید قلنا اتفاق علی
ان خصوص السبب لا یمنع
عموم ان یکون کان فی حادثة
وفی هذاالحدیث اشارة الی ان
کل حالة یکون فیها فرح القلوب
جاز فیها السماع بالدف والغناء
والاشعار

انکار کرنیوالے پر رد۔ اور منکر کے زجر کے
بیان اور انکار کے دفعیہ پر دال ہے۔ کیونکہ
حضور ﷺ نے ان پر انکار کرنے سے منع
فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس تحقیق
تمہارے (مومنین) کیلئے رسول اللہ ﷺ
میں بہترین نمونہ ہے پس جس نے کہا گانا
سننا حرام ہے دف بجانا حرام ہے، اور ان
مواقع پر حاضر ہونا حرام ہے۔ پس گویا
کہ ان نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حرام
سنا اور حرام سے روکنے والے کو منع فرمایا۔
اور جس نے یہ اعتقاد رکھا بالاتفاق کافر
ہے۔ پس اگر کہا جائے کہ گانا بجانا عید
کے دن جائز ہے نہ اور ایام میں کیونکہ یہ
جواز عید کے دن سے مقید ہے۔ تو ہمارا
جواب یہ ہے کہ بالاتفاق خصوصی سبب اور
قید واقعہ سے عموم حکم پر کوئی اثر نہیں پڑتا
اور اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ ہر خوشی
کے موقعہ پر گانا بجانا اور اشعار پڑھنا جائز
ہے

الغرض دور حاضر کے عالم نما جہلا کی جہالت اور زاہدان گندم نما جوفروشوں کی بطالت
اور عدم واقفیت کی ہڑبونگ کا تقاضا ہے۔ کہ گانے بجانے کے بارے میں کتاب و

سنت اور حدیث وفقہ کے احکام جو فطرت انسانی کے عین مطابق ہیں پوری تحقیق اور
تدقیق سے منظر عام پر لائے جائیں اور سلسلہ عالیہ چشتیہ کی قوالی کا جواز بلکہ استحباب
روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہو کر الزام دھرنے والوں کی جہالت کا پردہ فاش ہو جائے
۔ ولیس ذلک علی الله العزیز فالآن اشرع فی المقصود بعون
الملک المعبود

تا سیہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد

مکی مدنی اساطین دین: حجاز کی مقدس سرزمین دین اسلام کا گہوارہ ہے۔
حدیث پاک میں ہے۔ (بخاری جلد ۱ ص ۲۱۱ مطبوعہ مصر)

قال رسول الله ﷺ ان الدین
لیارز الی الحجاز کی تارز الحیة
الی حجرها ولیعقلن الدین من
الحجاز معقل الارویته من راس
الجبل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دین اسلام حجاز
کی طرف ایسے سمٹے گا جس طرح سانپ
اپنے بل کی جانب سمٹتا ہے۔ اور دین حجاز
میں قرار پکڑیگا۔ جس طرح پہاڑی بکری
پہاڑ کی چوٹی پر قرار پکڑتی ہے۔ (ہکذا رواہ
الترمذی عن عمر بن عوف ولفظہ للترمزی)

اور مشکوۃ المصابیح باب الاعتصام بالکتاب والسنتہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے متفق
علیہ حدیث روایت کی گئی ہے کہ
"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ایمان مدینہ کی طرف سمٹے گا
جس طرح سانپ اپنے بل کی طرف سمٹتا ہے"
اور مکہ وہ مبارک آبادی ہے جس کا نام اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں بلد

امین رکھا ہے اور اسکی قسم کھائی ہے۔ اور لَآ اُقسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ فرما کر رسول اللہ ﷺ کی نسبت شریفہ مکۃ اللہ زادہا شرافۃً وتکریمًا کو انسانی تخلیق اور اسکی فطرت پر بطور شاہد پیش کیا ہے۔ اور امت وسط کو امامت انسانیت کا شرف عطا فرما کر لِتَکُونُوا شُھَدَاءَ عَلَی النَّاسِ سے مشرف فرمایا۔ اور کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَتْ لِلنَّاسِ کے خطاب سے نوازا۔ اور پھر صحابہ اور تابعین کا وہ مقدس گروہ ہے جن کا قول وفعل کتاب وسنت میں سند قرار دیا گیا ہے۔ مسئلہ غنا کے متعلق انہیں حضرات کا مسلک رئیس المحدثین علامہ شوکانی سے سنئے۔ چنانچہ وہ نیل الاوطار جلد ۷ ص ۳۱۴، ۳۱۵ مطبوعہ مصر اور جدید الشیوع نیل الاوطار جلد ۸ ص ۱۰۴، ۱۰۵ میں رقم طراز ہیں کہ

''محدث اوفوی نے امتاع [1] میں لکھا ہے۔ حجۃ الاسلام امام محمد غزالیؒ نے اپنی بعض تالیفات فقہیہ میں گانے اور گانا سننے کے جواز پر امت کا اتفاق نقل کیا ہے۔ اور علامہ ابن طاہر محدث نے حلتِ غنا پر صحابہ اور تابعین کا اجماع بیان کیا ہے۔ علامہ ابن قتیبہ اور علامہ فزاری نے اہل مکہ اور اہل مدینہ اور علامہ ابن قتیبہ اور علامہ ابن طاہر نے اہل مدینہ کا اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ علامہ ماوردی فرماتے ہیں کہ اہل حجاز ہمیشہ سال کے ان افضل ایام میں جو عبادت اور ذکر کیلئے مامور

[1] الامتاع فی الاحکام السماع کے مولف امام کمال الدین ابوالفضل جعفر بن ثعلب اوفوی شافعی ہیں۔ انکی وفات ۷۴۹ھ میں ہوئی۔ یہ اکابر محدثین میں شمار کئے جاتے ہیں۔ امام علامہ عبدالحی فرنگی محلی نے اپنے کئی رسالوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے الدرر الکامنہ میں اور ابن شہید دمشقی نے طبقات الشافعیہ میں بھی ان کا ذکر خیر کیا ہے شیخ ابوحامد مقدسی نے الامتاع کی تلخیص بھی کی ہے۔ جس کا نام تشنیف الاسماع ہے ۱۲ (از نور احمد انور فریدی)

ہیں گانے کی رخصت دیا کرتے ہیں''

یہ ہے مکی مدنی اساطین دین اور صحابہ وتابعین کا غنا کے بارے میں مسلک۔ وہ لوگ جو غنا کو مطلقاً حرام قرار دیتے ہیں۔ غور فرمائیے کہ ان کا یہ تعصب وتشدد کہاں تک حق ہے۔ (العیاذ باللہ) کیا یہ تمام حضرات (خاک در دہن) قائل فاسق وفاجر ہیں اور گانے کو مطلقاً حرام قرار دینے والے متصلب اور متشدد افراد ہی دین کے علمبردار اور متقی پرہیزگار ہیں

بسوخت عقل زحیرت کہ اینچہ بوالعجبی است

حضرت رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِی عَلَی الضَّلَالَۃِ کہ میری امت گمراہی پر اتفاق نہیں کریگی۔ حجۃ الاسلام امام محمد غزالیؒ کی تحقیق انیق کے بموجب گانے اور گانا سننے کے جواز پر امت کا اتفاق ظاہر کرتا ہے کہ اس فعل کو گمراہی قرار دینا تفسیق امت ہے۔ اور امت محمدیہ کو قاطبۃً فاسق وفاجر قرار دینا دین کی خدمت اور اہل اسلام کی خیر خواہی نہیں ہوسکتی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

قرآنی ارشادات کی بنا پر صحابہ کرام کا مسلک ہدایت اور حق ہے۔ ان کا قول و فعل دین میں سند کا درجہ رکھتا ہے۔ اور حضرت رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ''اَصْحَابِی کَالنُّجُومِ بِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُم'' [1] کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے جسکی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ شاہد ناطق ہے کہ کتاب و

[1] عیون الاخبار میں ہے۔ سئل عن الرضا علیہ السلام عن قول النبی ﷺ اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم وعن قولہ و عوالی اصحابی فقال صحیح ۔ یعنی آئمہ سادات میں امام رضا علیہ وعلی آباءہ الصلوۃ والسلام سے حضرت رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ انمیں سے جسکی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ اور نبی کریم ﷺ کے فرمان کہ میرے صحابہ کی میری وجہ سے عزت وعظمت کرو۔ کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ فقط نمقہ بقلم فقیر نور احمد انور فریدی غفرلہٗ

سنت صحابہ کرام کے حق وہدایت پر ہونے میں متفق اللفظ ہیں۔ لہذا گانا سننے پر ان حضرات کا مسلک علامہ شوکانی کی نیل الاوطار سے نقل کیا جاتا ہے چنانچہ مندرجۃ الصدر تحریر کے بعد رقمطراز ہیں۔

علامہ ابن نحوی نے عمدہ میں بیان کیا ہے کہ گانا اور اسکا سننا صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت سے منقول ہے۔ چنانچہ صحابہ میں حضرت عمرؓ کما رواہ ابن عبدالبر [1] وغیرہ۔ **فائدہ** یہ وہی حضرت ہیں۔ جنکی زبان پر اللہ تعالیٰ کلام فرماتا ہے۔ جن کے سایہ سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ اور بالفرض محال حسب فرمان رسالت مآب ﷺ اگر جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی بنایا جاتا تو آپ کو مرتبہ نبوت پر فائز کیا جاتا۔ اور آپکی محدثیت یعنی ملہم من اللہ ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

(۲) حضرت عثمانؓ کما نقلہ الماوردی وصاحب البیان والرافعی **فائدہ** یہ وہ مبارک ہستی ہیں۔ جو اہل دین میں ذوالنورین کے شرف سے مشرف ہیں۔ بیعت رضوان کے موقع پر ان کی عدم موجودگی میں حضرت رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیکر بیعت کے سلسلہ میں منسلک فرمایا۔ جن کے حیاء کا یہ عالم تھا کہ

---

[1] الاستیعاب لابن عبدالبر ذکر خوات بن جبیر جلد ا ص ۱۷۰ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدآباد نیز الفاروق علامہ شبلی نعمانی حصہ دوم ص ۱۴۳ میں ہے۔ ''ابن جوزی نے سیرۃ العمر میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ رات کو (حضرت عمرؓ) گشت کر رہے تھے۔ ایک طرف سے گانے کی آواز آئی ادھر متوجہ ہوئے۔ اور دیر تک کھڑے سنتے رہے۔'' اور جلد ۲ ص ۱۴۲ پر لکھا ہے ''لوگوں نے رباح سے حدی گانے کی فرمائش کی۔ وہ حضرت عمرؓ کے خیال سے رکے۔ لیکن جب حضرت نے کچھ ناراضی ظاہر نہ کی تو رباح نے گانا شروع کیا۔ حضرت عمرؓ بھی سنتے رہے جب صبح ہو چلی تو فرمایا کہ بس اب خدا کے ذکر کا وقت ہے۔''

حاشیہ ازالۃ الخظ ص ۱۹۸، ۲۰۶ ''ایک دفعہ سفر حج میں ایک سوار گاتا جاتا تھا۔ لوگوں نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ آپ اسکو منع نہیں کرتے؟ فرمایا کہ گانا شتر سواروں کا زادراہ ہے۔'' ''خوات بن جبیر کا بیان ہے کہ ایک دفعہ سفر میں حضرت عمر کے ساتھ تھا۔ ابوعبیدہ اور عبدالرحمٰن بن عوف بھی ہمرکاب تھے۔ لوگوں نے مجھ سے فرمائش کی کہ ضرار کے اشعار گاؤ۔ حضرت عمر نے فرمایا بہتر ہے کہ یہ خود اپنے اشعار گائیں۔ چنانچہ میں نے گانا شروع کیا اور ساری رات گاتا رہا۔

(اتحاف السادہ للزبیدی جلد ۵ ص ۴۵۹)

اللہ کے فرشتے ان سے حیا کرتے۔ اور جنہیں آقائے مدینہ ﷺ نے غزوۂ جیش العسرۃ کے موقعہ پر فرمایا کہ عثمان جو بھی چاہے کرے اسے نقصان نہیں ہوگا۔ اور پھر یہ دونوں حضرات مذکورۃ الصدر خلفاء راشدین میں سے ہیں۔ جن کے بارے میں ارشاد ہے کہ ان کی سنت پر عمل کرنا امت پر لازم ہے۔

(۳) حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی رواہ ابن ابی شیبہ (۴) حضرت ابو عبید بن الجراحؓ کما اخرجہ البیہقی (۵) حضرت ابن ابی وقاصؓ کما اخرجہ ابن ابی قتیبہ **فائدہ**: مندرجہ بالا پانچوں حضرات ان دس مبارک اور مسعود ہستیوں میں سے ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے جیتے جی جنتی ہونے کی خوشخبری دی ہے۔ اور تاریخ اسلام میں عشرہ مبشرہ کے معزز لقب سے ملقب ہیں۔

(۶) حضرت ابومسعود انصاریؓ کما اخرجہ البیہقی (۷) حضرت بلالؓ اور (۸) حضرت عبداللہ بن ارقمؓ اور (۹) حضرت اسامہ بن زیدؓ کما اخرجہ البیہقی اور (۱۰) حضرت حمزہ سید الشہداءؓ کما فی الصحیح اور (۱۱) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کما اخرجہ ابن طاہر ورواہ الزبیر ابن بکار اور (۱۲) حضرت براء بن مالکؓ کما اخرجہ ابونعیم (۱۳) حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کما رواہ ابن عبدالبر (۱۴) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کما رواہ الزبیر ابن بکار اور (۱۵) حضرت قرظہ بن کعبؓ کما رواہ ابوالفرج الاصبہانی وابن قتیبہ اور (۱۶) حضرت خوات بن جبیرؓ اور (۱۷) حضرت رباح المقترفؓ کما اخرجہ صاحب الاغانی اور (۱۸) حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کما [حکاہ] ابوطالب المکی اور (۱۹) حضرت عمرو بن العاصؓ کما حکاہ الماوردی اور (۲۰) حضرت عائشہ صدیقہؓ اور (۲۱) حضرت ربیعؓ کما فی الصحیح البخاری

یہ وہ صحابہ کرام ہیں جن کی جلالتِ شان اور عظمتِ مکان اہلِ علم حضرات سے مخفی نہیں۔اور ان کا گانا سننا علامہ شوکانی کی متذکرہ صدر تحقیق سے واضح ولائح ہے اب کون ایسا گستاخ ہے جو ان حضرات رفیع الدرجات پر ارتکاب حرام کا فتویٰ دیکر اپنی عاقبت برباد کرڈالے۔(عاذنا اللہ تعالیٰ بکمال کرمہ ومنہ آمین ثم آمین)

تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین

اسلامی نکتہ نگاہ سے تابعین اور ان کے اتباع کا وہ مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ کے ارشاد گرامی سے ان کی مدح فرما کر ان پر اپنی رضا کا ذکر فرمایا ہے۔اور ان کے قلبی جذبات اور دلی تاثرات کو جاننے والے علام الغیوب نے ان کی جانب سے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ بزرگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور یہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں۔ اہل دین کی نگاں میں اس سے اور کونسا بلند مقام اور عالی مرتبہ ہوسکتا ہے۔ان حضرات کے متعلق علامہ شوکانی اسی کتاب میں کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں۔

اور حضرات تابعین میں (۱) حضرت سعید بن المسیبؒ (۲) سالم بن عمرو بن حسانؒ (۳) خارجہ بن زیدؒ (۴) قاضی شریحؒ [۱] (۵) سعید بن جبیرؒ (۶) عامر شعبیؒ [۲] (۷) عبداللہ بن ابی عتیقؒ [۳] (۸) عطا بن ابی رباحؒ [۴] (۹) محمد بن شہاب زہریؒ

---

۱ ابو منصور بغدادی اپنے رسالہ سماع میں لکھتے ہیں۔ انہ کان یصوغ الالحان ویسمعها من اتصیان مع جلالة و کبر شانہ یعنی قاضی شریح باوجود اپنی جلالت شان اور بزرگی کے نئی نئی دھنیں ایجاد کرتے تھے۔اور گانیوالی باندیوں سے انکو سنا کرتے تھے ۱۲۔ ۲ بغدادی مذکوران کے متعلق لکھتے ہیں انہ کان یقسم الاصوات الی الثقیل الاول والی الثقیل الثانی ومابعد هما من المراتب تحقیق وہ آوازوں کی فنی تقسیم زیر و بم اور ان کے علاوہ دوسری دھنوں میں کرتے تھے ۱۲

۳ ابو منصور بغدادی لکھتے ہیں کہ عبداللہ فقیہ اور عبادت گزار تھے۔ گاتے تھے اور لونڈیوں کو گانا سکھاتے تھے۔پھر لکھا فسماع بن ابی عتیق کثیر مشهور او لایختلف فیه اهل الاخبار روی باسناد جیاد و کان کثیر البط

(۱۰) عمر بن عبدالعزیزؒ (۱۱) ابراہیم بن سعد بن ابراہیمؒ [۵] زہری ہیں۔ وہ آئمہ تابعین ہیں جن کا گانا سننا ثابت ہے۔

اور حضرات تبع تابعین کا تو شمار ہی نہیں کیا جا سکتا۔ ان میں آئمہ اربعہ ابن عینیہ اور جمہور شافعیہ خصوصا قابل ذکر ہیں۔ انتھی کلام ابن النحوی۔

آئمہ فقہ اور مجتهدین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ

آئمہ فقہ اور مجتہدین کرام وہ مبارک ہستیاں ہیں۔جن کا قرآن وحدیث کا عمیق ووسیع علم اور دیگر علوم آلیہ صرف ونحو ادب لغت معانی بیان اور بدیع وغیرہ کا تبحر کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ان کی قوتِ استنباط عقل و دانش اور جلالتِ شان کتب اصول فقہ اور ان کے مرتب شدہ قوانین کتب فقہ سے عیاں ہے۔صد ہا سال مشرق ومغرب کے سلاطین کی وسیع وعریض حکومتیں ان ہی حضرات کی کتاب وسنت کی روشنی میں مرتب ومستنبط وساتیر وقوانین پر عمل پیرا رہیں۔اور پورے جاہ وجلال اور قوت وشکوت سے اقوام عالم پر ان کا تسلط رہا۔ان کا عہد امن وامان ارزانی وفراوانی خوشحالی وفارغ البالی عدل وانصاف اور ترقی علوم وفنون کا زریں عہد تھا۔تاریخ کے اوراق سے ثابت ہے کہ اس زمانہ کی خوشحالی اور آرام واطمینان کا تو تصور بھی موجودہ دور میں خواب و خیال سے زیادہ وقیع نہیں۔یہی آئمہ فقہ جن کی مسائل غیر منصوصہ میں تقلید و پیروی

والخلاعة مع عفة ونسک و زهد و عبادة و اخرج الشیخان فی الصحیحین ابن ابی عتیق کا گانا سننا بہت مشہور ہے۔اہل اخبار نے اسمیں اختلاف نہیں کیا۔اور جید اسناد سے روایت کیا ہے۔ بہت آزاد منش تھے اسکے باوجود پرہیز گار عابد وزاہد اور مرتاض تھے۔امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی اپنی مجمع میں ان سے روایت کی ہے ۱۲۔ ۴ آپ اکابر تابعین سے ہیں۔اور باوجود علم، زہد، پرہیزگاری اور عبادت گزاری کے گانا سنتے اور انکی دھنیں بنایا کرتے تھے۔ ۵ الروارة الثقات الذہبی ص۹ میں ہے کہ ابراہیم بن سعد مدینہ کے ثقاۃ آئمہ علم سے ہیں۔ملاہی گانا (باجوں) کا سننا جائز سمجھتے تھے۔

آج بھی چاردانگ عالم میں کی جارہی ہے۔جنکی دیانت وتقوی پاکیزگی وپرہیزگاری اورزہدوعبادت اپنی مثال آپ ہے۔گانے بجانے کے بارے میں جس مسلک پر کاربندرہے۔سنیے اورسردھنیے۔

تذکرہ حمدونیہ میں جوامام شافعیؒ کے نزدیک بھی کتب معتمدہ میں ہے۔درج ہےاورعلامہ ابن قتیبہ نے بھی بیان کیا ہے۔کذافی مدارج النبوۃ للمحدث الدہلوی کہ امام ابوحنیفہؒ روزانہ رات کواپنے ہمسایہ عمرنامی گویے کا گاناسناکرتے تھے۔اوراسی تذکرہ حمدونیہ میں ص۷۵ پرہے۔

''سئل ابو حنیفه و سفیان الثوری عن الغناء فقالا لیس من الکبائر ولا من الصغائر''

ترجمہ:امام حنیفہؒ اورامام سفیان ثوریؒ سے گانے کے بارے میں پوچھا گیا۔ہردو حضرات نے فرمایا۔کہ گانانہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے،نہ صغیرہ گناہوں میں سے۔

امام مالکؒ کے متعلق نیل الاوطارجزو۷ص۳۱۴ میں ہے

''وَحَکی الرویانی اَنَّ مذهب مالک بن انس اباحته الغناء بالمعازف''

یعنی امام رویانی بیان کرتے ہیں کہ بلاشبہ امام مالک کے مذہب میں گاناباجوں کے ساتھ جائزہے۔اوررسالہ اباحۃ الغنامیں ص۱۱پرقاضی عیسی بن عبدالرحیم لکھتے ہیں

و اما الامام مالک فقد ثبت انه سمع الغناء وغنی بنفسه وارشد بعض من کان یغنی علی غیر الصواب الی

اوراسکی حرمت پرکوئی قوی دلیل نہیں پائی لہذاان کے اجتہادنے اسکوجائزقراردیا۔تہذیب التہذیب ابن حجرعسقلانی ج۱ ص۱۲۳ میں ہے۔خطیب نےنقل کیاہے کہ ابراہیم بن سعد بربط(سارنگی)کے ساتھ گانے کوجائزسمجھتے تھے۱۲۔اورخطیب بغدادی ابن خلکان اورابن قتیبہ مفصلاً لکھتے ہیں۔کہ یہ سارنگی پرگانے کوفقط جائزہی نہیں سمجھتے تھے بلکہ خودبھی سارنگی بجاکرگایا کرتے اورطلباءکودرس حدیث سے پہلے مستانہ وارگاناسنایاکرتے۔اوران کے روبرودف بجایاجاتا۱۲۔

الصواب ، والاستقامة فیه و قال فی جواب من یسئله عن حکم الغناء لا ینکره الاعامی غبی او جاهل غلیظ الطبع وما نقل عنه حرمة الغناء مطلقاً

یعنی اوربہرحال امام مالک کے بارے میں پسِ تحقیق ثابت ہوچکاہے کہ انہوں نے بیشک گاناسنااورخودبھی گایا۔اوربعض ان کوجواچھانہ گاسکتے نے گاناسکھایا۔اورگانے کا حکم پوچھنے پرفرمایاکہ عامی غبی یاغلیظ اورگندہ طبع جاہل کے سواکوئی انکارنہیں کرتاہے۔ اوران سے گانے کی حرمت بالکل منقول نہیں ہے۔

امام شافعیؒ کے متعلق احیاءالعلوم حجۃ الاسلام امام محمدغزالی میں مرقوم ہے۔

''لیس تحریم الغنا فی مذهب الشافعی بل کان فی مذهبه یباح ضرب الدفوف وا ن کان فیه جلاجل''

اوروجیزاورانوارالفقہ میں ہے۔

''قال الشافعی الغنا والرقص وسماع القصب والدف وان کان فیه جلاجل لیس بحرام''

یعنی امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ گانارقص اوربانسری اوردف اگرچہ اسمیں جھانج بھی ہو کاسنناحرام نہیں۔

امام احمدبن حنبلؒ کے متعلق کتاب فصول ص۱۷اوراباحۃ الغناءص۱۱ہے کہ

بوادرالنوادرجلد۱ص۳۲۲ کتاب نزل الابرار(مولفہ مولوی وحیدالزمان سرگروہ غیرمقلدین)جوباہتمام مولوی ابوالقاسم بنارسی میں چھپی ہے۔اسکے ص۳پرصاف لکھدیاہے کہ''شادیوں میں ہرطرح کاباجہ وگانابہترہی نہیں بلکہ واجب اورضروری ہے۔ اورجوحرام کہتاہے وہ گمراہ ہے۱۲۔ایضاًص۳۲۷ قاضی ثناءاللہ صاحب پانی پتی رسالہ سماع میں فرماتے ہیں''دہل وطنبورہ و نقارااز دف چہ تفاوت است برائے لہوہمہ حرام است وبرائے غرض صحیح شرعی ہمہ حلال باشد۔اعلان ان ہریک می شودفرق

''قد سمع الغنا احمد بن حنبل عن ابنه صالح''

یعنی امام احمد بن حنبلؒ نے اپنے بیٹے صالح سے گانا سنا۔ اور اباحتہ الغنا ص ۱۲ میں ہے کہ امام ابراہیم بن سعد جو امام شافعی اور امام بخاری کے شیوخ سے ہیں۔ اور امام بخاری ان سے بلا واسطہ اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں۔ اور فقہ وحدیث کے متبحر عالم تھے۔ درس حدیث سے پہلے گانا سنا کرتے۔ اور ان کے روبرو سارنگی بجائی جاتی۔

الغرض مرویات بالا متعلقہ آئمہ مجتہدین وغیرہ علماء وصلحائے امت سے روز روشن کی طرح واضح ہے۔ کہ امام ابن حجر عسقلانی شارح بخاری اور صاحب اباحتہ الغنا وغیرہما علمائے نحریر کی تحریر پوری تحقیق اور کامل تدقیق پر مبنی ہے۔

کہ احادیث حرمت غنا میں سے کوئی بھی حدیث ثابت نہیں ہوئی۔ اور ان کی کوئی اصل نہیں۔ ورنہ بشرط صحت احادیث حرمت غنائے آئمہ مذاہب حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کوئیؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام راودیؒ میں سے کوئی بھی تمسک کر کے حجت پکڑتا۔ حالانکہ یہ حضرات روسائے مجتہدین اور اصحاب مذاہب متبوعہ ہیں۔

نیل الاوطار الامام الشوکانی میں اصل عبارت یوں ہے۔

لم یتمیسک بها ابو حنیفة و لا مالک و لا الشافعی و لا

کردن در دف وغیرہ آن امر یست غیر معقول۔ اسی عدم خصوصیت کی وجہ سے علامہ طحاوی نے طبلہ کو اعلان نکاح کیواسطے جائز لکھا ہے۔ عبارت یہ ہے، طبل العروس فیجوز۔ حضرت شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی مجددی تحقیق الحق المبین میں فرماتے ہیں ''پس بر قول مجیب حکم دہل وتاشہ وغیرہ نیز موافق طبل قیاس کن'' علامہ شامی نے در المختار میں ایک قاعدہ کلیہ تحریر فرمایا ہے جس سے کل باجوں کا اعلان نکاح کیواسطے بجانا ثابت ہے عبارت یہ ہے۔ ان الة اللهو لیست محرمة بعینها بل لقصد اللهو۔ دیکھو آلہ لہو کو عموماً لکھا ہے کہ بقصد لہو حرام اور بغرض صحیح جائز کیونکہ دف وغیر دف باجہ ہونے میں برابر ہیں۔

غیرهم من اصحاب المذاهب المتبعة و انما توجد تلک الاحادیث فی کلام من تاخر من اتباع آئمه المذاهب و اتباع اتباعهم من الذین لا یعتمد علیهم فی معرفة الصحیح و السقیم بل قال ابوبکر ابن الغزالی المالکی بعد ماضعف تلک الاحادیث انه لم یصح فی التحریم شئ و کذا قال ابن طاهر و کذلک ضعفها جماعة من الحنابله و الشافعیة نیل الاوطار للشوکانی۔

احادیث مرویہ حرمت غنا

(۱) علامہ ابن حزم محدث کا قول: کہ حرمت غنا میں کوئی بھی حدیث صحت کو نہیں پہنچتی اور جو کچھ اس باب میں روایت کیا جاتا ہے سب موضوع ہے۔ اور حدیث ابی عامر اور ابی مالک الاشعری کے بارے میں کہا ہے کہ ہشام اور بخاری کے مابین انقطاع ثابت ہے۔ امام ابن حزم کا دعویٰ انقطاع اتنا وزنی ہے کہ امام ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے باوجود روایات بخاری پر سے دار قطنی بیہقی وغیرہما آئمہ جرح ونقد کے اعتراضات اٹھانے کیلئے جیسا کہ اہل علم حضرات پر مخفی نہیں پوری جد وجہد اور سعی بلیغ کرتے ہیں۔ مگر اس روایت کے بارے میں انہیں بھی ہدی الساری مقدمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری کے جزو ۲ میں ص ۱۶۹ پر لکھنا پڑا۔

فائدہ: قرع الاسماع فی بیان احوال القوم واقوالہم فی السماع از شیخ عبدالحق محدث دہلوی'' وماناکہ مراد ازیں اخبار وآثار وامثال آں غنائے خواہد بود والسماع آن بطریق لہو ولعب ودانیہ نفسانیت وشہوت حرام و بروجہ بطالت باشد۔ تطبیقا بین الدلائل وحفظ للطرفین ومحدثین را در احادیث مذکورہ دریں باب سخن ہم ہست وایشان می گویند کہ ہیچ حدیث صحیح دریں باب وارد نہ شدہ واعتماد دریں باب قول ایشاں است ۱۲

ہشام بن عمار الدمشقی وعلق عنه فی الشربة حدیثاً فی تحریم المعازف کہ امام بخاری نے کتاب الاشربہ میں تحریم معازف کے بارے میں ہشام سے حدیث کی تعلیق کی ہے۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

بعض متشددین نے مقدمہ ابن صلاح۔ الزواجر ابن حجر۔ فتح المغیث سخاوی۔ ظفر الامانی فی مختصر الجرجانی سے اس روایت کے معروف الاتصال ہونے کا دعویٰ نقل کر کے اس امر کو نظر انداز کر دیا ہے۔ کہ آئمہ نقد و جرح میں کے مذاہب اربعہ کے اتفاق عدم صحت مرویات حرمت غنا سے قطع نظر بھی کر لی جائے۔ تو بھی دیگر علل عدم حجیت مثلاً اضطراب متن و معنی اور دیگر دلائل قرآنیہ و براہین احادیث صحیحہ تعامل صحابہ و تابعین مسلک آئمہ و محدثین فقہا و علما کے ہوتے ہوئے کہاں تک یہ روایت بغرض صحت استدلال میں کارآمد ہو سکتی ہے۔

فان کنت تدری فتلک مصیبته وان کنت لا تدری فالمصیبة اعظم!

(۲) علامہ فاکہانی محدثؒ: فرماتے ہیں کہ مجھے کتاب اللہ میں کوئی آیت اور سنت رسول اللہ ﷺ میں تحریم غنا کے بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں مل سکی۔ محدثین ظاہریہ، مالکیہ، حنابلہ اور شافعیہ کی جماعت بالاتفاق تحریم غنا کی احادیث کو ضعیف قرار دیتی ہے۔

(۳) علامہ ابوبکر ابن العربیؒ: اپنی کتاب احکام میں رقمطراز ہیں کہ تحریم غنا کے بارے میں کچھ بھی صحیح نہیں۔ اور یہی کچھ امام غزالی اور علامہ ابن نحوی نے عمدہ میں

---

۱ ترجمہ: اگر تو جانتا ہے تو یہ بھی مصیبت ہے۔ اور اگر تو جاہل ہے تو یہ اس سے بھی زیادہ مصیبت ہے۔ (غلام جیلانی چاچڑ)

بیان کیا ہے۔ اور علامہ ابن طاہر محدث تو کہتے ہیں کہ اس بارے میں ایک حرف بھی صحت کو نہیں پہنچتا۔ اصل الفاظ نیل الاوطار للعلامۃ الشوکانی میں یہ ہیں۔

"قال الغزالی و ابن النحوی فی العمدة وقال ابن طاهر انه لم یصح منها حرف واحد"

یہ ہے آئمہ محدثین اور علمائے نقد و جرح کی روایات مرویہ حرمت غنا کے بارے میں وہ تحقیق انیق جو امام اہل حدیث علامہ شوکانی نے نیل الاوطار میں پوری شرح و بسط سے ذکر کی ہے۔ اور قائلین حرمت غنا کی تمام پونجی کو ہباءً منثورًا کر دیا ہے۔ **فللّٰہ الحجة البالغة.**

تتمہ: باجوں کے ساتھ گانے کے کچھ شرعی احکام تو بیان ہو چکے۔ کچھ اور زیادہ صراحت سے بھی سن لیجئے۔ ۱: امام احمد بن حنبلؒ، ۲: امام ترمذیؒ **مع التصحیح**، ۳: اور بیہقی آئمہ محدثین حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اور ۵: ابوداؤد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اور ۶: فاکہانی تاریخ مکہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سند صحیح روایت کرتے ہیں۔

"کہ ایک حبشن لونڈی نے حضور انور رسول اکرم ﷺ کے روبرو آپ کی اجازت سے گایا بجایا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یکے بعد دیگرے اسی مجلس میں حاضر ہو کر گانا بجانا سنا"

اللہ اللہ سرکار دو عالم نور مجسم رسول اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین مہدیین تو گانا بجانا سنیں۔ اور آجکل کے گندم نما جو فروش اپنی جہالت اور لاعلمی کے باوجود علم و تقوی کے

مدعیان بے سروپا گانے بجانے کو مطلقاً حرام قرار دیں۔

بسوخت عقل زحیرت کہ اینچہ بوالعجبی است

علامہ منصور بغدادی[1] اپنی کتاب سماع میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما زمانہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں لونڈیوں سے بربط پر گانا سنتے اور انہیں سکھایا کرتے اور ایسے ہی روایات سماع غنا بالا آلات حضرات تابعین قاضی شریح سعید بن المسیب عطا بن ابی رباح زہری اور شعبی وغیرہم محدثین کے بارے میں منقول اور ثابت ہیں ۔ کذا فی نیل الاوطار جلد ۷ ص ۳۱۴ تا ۳۱۸ مطبوعہ قدیم مصر و جلد ۸ ص ۱۰۴ تا ۱۰۸ مطبوعہ جدید مصر۔

امام الحرمین نہایہ میں اور ابن ابی الام ثقہ رواۃ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کے ہاں گانے بجانے والی لونڈیاں ہوا کرتی تھیں۔ ان کے ہاں ایک بار حضرت عبداللہ بن عمرؓ آئے۔ اور سانگی کو دیکھکر پوچھا کہ اے صحابی رسول (ﷺ) یہ کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر نے اسے اٹھا کر حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے ہاتھ میں دیدیا۔ جناب ابن عمرؓ بولے کہ یہ میزان شافی ہے۔ حضرت ابن زبیر نے فرمایا کہ اس سے عقلوں کی پیمائش کی جاتی ہے۔

حافظ الحدیث ابو محمد ابن حزم اپنے رسالہ سماع میں اپنی سند سے ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ ایک تاجر لونڈیاں لیکر مدینہ منورہ آیا۔ اور حضرت عبداللہ ابن عمر کے ہاں ٹھہرا۔ ان میں ایک لونڈی گانے بجانے والی بھی تھی۔ حضرت عبداللہ ابن

[1] شرح احیاء العلوم علامہ سید مرتضی زبیدی جلد ۶ ص ۴۵۵۔ **فائدہ**: علامہ نور اللہ حنفی اپنے رسالہ مین تحریر فرماتے ہیں ''پس در صحت حدیث (عمر رضی اللہ عنہ) و وثوق اسناد اشتباہی باقی نماند مخفی مبارکہ ایں حدیث برہان قاطع است مراد ہام منکرین را و معطل است حیلہ ہائے متعصبین را کہ مخصوص می گردانند اباحت سماع غنا بایام اعیاد و تقریبات سرور مباحہ و اندیشہ د

عمر کی تحریک پر تاجر وہ لونڈی حضرت عبداللہ بن زبیر کے ہاں لے گیا۔ اور انہوں نے اس سے سانگی پر گانا سنکر خرید لیا۔

علامہ ابو عمر واندلسی صاحب العقد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر حضرت ابو جعفر کے پاس آئے۔ دیکھا کہ ایک عورت (لونڈی) بغل میں بربط دبائے بیٹھی ہے۔ حضرت ابو جعفرؓ نے حضرت عبداللہؓ سے پوچھا کہ کیا آپ اسمیں کوئی حرج دیکھتے ہیں؟ فرمایا نہیں۔

علامہ ماوردی بیان کرتے ہیں کہ امیر معاویہؓ اور عمرو بن العاصؓ نے جعفرؓ کے ہاں بربط پر گانا سنا۔ علامہ اوفوی کا قول ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز خلافت سے پہلے گانا بجانا سنا کرتے تھے۔ ابن سمعانی علامہ ابن قتیبہ اور قاضی مدینہ سعد بن ابراہیم صاحب نے حضرت طاؤس سے غنا بالآلات کی رخصت نقل کی ہے۔

علامہ ابو الفرج اصبہانی اور علامہ ابو العباس المبرد فرماتے ہیں کہ شاعر رسول اللہ ﷺ حضرت حسان بن ثابتؓ نے اپنے اشعار سارنگی پر سنے۔ استاذ ابو المنصور بغدادی اور فورانی نے امام مالکؒ سے بربط کے جواز کی حکایت نقل کی ہے۔ ابو طالب مکی نے قوت القلوب میں شعبہ کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ اس نے منہال بن عمرو مشہور محدث کے گھر میں طنبور سنا۔ ابو الفضل ابن طاہر نے اپنے رسالہ سماع میں لکھا ہے کہ اہالیان مدینۃ الرسول ﷺ کا اباحت عود میں کوئی اختلاف نہیں۔ ابن نحوی نے

گریز مغنیہ را از حضرت عمر دلیل حرمت می پندارند و وجہ بطلان جہل مذکور ایں کہ ازیں حدیث (لا ابرح حتی اسمع مما کان یسمع رسول اللہ فسمع) و از حدیث سابق ثابت گردید کہ حضرت عمر بایں اصرار بحضور نبی ﷺ سماع غنا با دف کہ بقول صدیق اکبر در حدیث ثامن معبر لمزامیر الشیطان بود کردند۔ دوراں وقت ہیچکہ تقریب از اعیاد و ولیمہ و ختان وغیرہ مشروط فقہانہ بود پس اگر دراں مظنہ حرمت بودے۔ چرا حضرت عمر بر شنیدن آں اصرار کردے و آنحضرت ﷺ شنیدے و جناب عمر را بر سماع فعل حرام اجازت کے دادے۔ پس ہر کہ سماع حضرت عمر انکاری کند گویا کہ تکذیب ایں حدیث صحاح نماید ۱۲

عمدہ میں لکھا ہے کہ علامہ ابن طاہر کا قول ہے کہ اس پر اہل مدینہ کا اجماع ہے۔ اوفوی کا بیان ہے کہ محدثین کی ایک جماعت نے ابراہیم ابن سعد کے بارے میں (عود) بجانے کا ذکر کیا ہے اور ابن طاہر ناقل ہیں کہ تمام محدثین ظاہر یہ اسی طرف گئے ہیں۔

علامہ ماوردی عود کی اباحت بعض شافعیہ سے حکایت کرتے ہیں۔ اور اسکو ابو الفضل ابن طاہر نے ابی اسحاق شیرازی اور سنوی نے مہمات میں رویانی اور ماوردی سے نقل کیا ہے۔ اور ابن نحوی نے اپنے استاد ابو منصور سے اور ابن ملقن نے عمدہ میں ابن طاہر نے اور اوفوی نے شیخ عزالدین ابن عبدالسلام سے اور صاحب امتاع نے ابوبکر ابن العربی سے نقل کیا ہے۔ غرض ان سب علما و فقہا اور محدثین حضرات سے قوالی کی آلات غنا کے ساتھ سننے کی حلت نقل کی ہے۔ فمن اراد التفصیل فلیرجع الی نیل الاوطار للشوکانی۔

انوار الرحمٰن ملفوظ حضرت علامہ عارف شاہ عبدالرحمٰن لکھنوی قدس سرہٗ مصنف کلمۃ الحق جن کے حق میں غوث روزگار قطب مدار سلطان العارفین غریق بحر توحید حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ چاچڑانی علاقہ بہاولپور سے اشارات فریدی جلد۲ ص ۲۸ میں منقول ہے۔ "آپ بزرگ شیخ اور اکابر علمائے نامدار سے ہیں۔ اپنے وقت میں مقتدائے عالم اور جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ اور ہندوستان کے اکثر علماء ان کے شاگرد ہیں"

میں ہے کہ حضرت علامہ ممدوح الصدور لکھنویؒ نے فرمایا۔

"گانے اور مزامیر کی اباحت میں علما و محققین کے نزدیک کوئی شبہ نہیں اور میرے نزدیک کوئی اگر بال برابر بھی حرام ہونے کا ظن پایا جاتا تو میں کبھی نہ سنتا۔ ہم تو اسکو فعل رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعل خلفائے راشدین اور اپنے پیران طریقت کی سنت جانتے ہیں۔ اور اس روئے قاعدہ باطن نوافل سے زیادہ مفید سمجھ کر سنتے ہیں۔[1] انتھی کلامہ

لاریب شعر علم اخلاق کا نائب مناب ہے۔ اسی بنا پر صوفیائے کرام کے ایک جلیل القدر سلسلہ میں سماع کو جس کا جز و اعظم اور رکن رکین شعر ہے۔ وسیلہ قرب الٰہی اور باعث تصفیہ نفس و تزکیہ باطن مانا گیا ہے۔ اور سنئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فیوض الحرمین میں رقمطراز ہیں۔

"سابق مرا دریں فن دخل بسیار بود۔ چنانچہ ناموران ایں فن برائے تحقیق نزد من می آمدند۔ حالا موقوف کردم لیکن مے آیند حالا مرا ضررے می کند۔ یعنی قلب جوش می کند و بعد ازاں مرض ہم حائل گردد"

ترجمہ: پہلے مجھے فن موسیقی میں بہت دخل تھا۔ چنانچہ اس فن کے نامور تحقیق کیلئے میرے پاس آتے تھے۔ اب میں نے موقوف کر دیا ہے۔ لیکن آتے ہیں۔ اب مجھکو ضرر کرتا ہے۔ یعنی دل جوش کرتا ہے اور اسکے بعد بیماری بھی لاحق ہو جاتی ہے۔

الفرقان شاہ ولی اللہ نمبر میں ص ۱۹۷ پر یہی حوالہ دیکر حاشیہ لکھا ہے۔ کہ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ حضرت محدث یہ فن عملاً جانتے تھے۔ بلکہ علماً انہیں یہ فن آتا

---

[1] علامہ خیر الدین رملی شیخ فقہاء حنفیہ فتاوی خیریہ ج ۲ ص ۱۷۹، ۲۱۲ میں محفل سماع مع المزامیر کے متعلق لکھتے ہیں۔ و اما سماع السادة الصوفيه فبمنزل من هذاالخلاف بل مرتفع عن درجة الاباحة الى رتبة المستحب کی صرح به غير واحدمن المحققين یعنی بہر حال سادات صوفیہ کا سماع اس اختلاف سے الگ ہے بلکہ صوفیا کرام کی قوالی درجہ اباحت سے مرتبہ استحباب تک جاتی ہے۔ جیسا کہ کئی ایک محققین نے اسکی صراحت کی ہے۔ **فائدہ**: حضرت شاہ عالمین شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ العزیز باوجود علم ظاہر و رفعت شان در علم باطن در سماع غنا با مزامیر افراط می داشتند مکتوب مطبوعہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی ۱۲

تھا۔قربان جایئے اس عقل و دانش پر کیا نکتہ پیدا کیا ہے۔کون نہیں جانتا کہ فن موسیقی اورفن تجوید ایسے فنون ہیں کہ جب تک عملاً انہیں حاصل نہ کیا جائے۔ یہ فنون آتے ہی نہیں۔ چہ جائیکہ ان میں تبحر حاصل ہو اور اسرار فن سے اسقدر لگاؤ ہو جائے۔ کہ ناموران فن اس سے استفادہ پر مجبور ہوں۔ رہا یہ کہ انہیں اس سے ضرر ہوتا تھا۔اور وہ بیمار بھی ہو جاتے تھے۔ان کے اپنے الفاظ سے واضح ہے کہ قلب جوش می کند اور قلبی سوز و گداز اسرار حقائق کی گہرائیوں میں لیجا کر سرشار و سرمست کر دیتا ہے۔اور یہ حال ان کے تجدیدی کارناموں کیلئے موزوں نہیں تھا۔ وللناس فیما یعشقون مذاھب

ازالۂ شکوک

کتب فقہا میں ان الملاہی کلھا حرام سے مقصود بنا بر اشتقاق ملاہی از لہو آلات غنا کی حرمت مبنی بر لہو محذور شرعی ہے۔ کذافی درالمختار کتاب الحظر والاباحۃ جلد۵ ص۲۲۲ ’’اقول و ھذا یفیدانّ آلۃ اللھو [1] لیست محرمۃ بعنیھابل لقصد اللھو منھا ۱۲‘‘ علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اس سے پایا جاتا ہے کہ آلہ لہو بالذات حرام نہیں بلکہ بوجہ محذور شرعی لہو حرام ہے۔

---

[1] علامہ عبدالغنی نابلسی ایضاح الدلالات فی سماع الالاست میں ص ۱۸ پر لکھتے ہیں ’’والمراد باللھو الاعراض بسبب ذالک عن الطاعات ونسیان الفرض والو احبات والا شتغال بالمحرمات المکروھات کسماعھا علی الخمرو الزنا و نحوذلک من المنھیات او خطورشنی ذالک بباله و استقرار ھا فی وقت سماعھا کما سیاتی بیانه و کل احد یعرف ذالک من نفسه لا من غیرہ والاعمال بالنیات و انما لکل امری مانوی ۱۲‘‘ لہو سے مراد اسکی وجہ سے طاعتوں سے اعراض اور فرض وواجبات کا نسیان اور محرمات مکروہات میں مصروفیت ہے۔مثل زنا اور شراب اسی قسم کے اور مناہی کے یا ایسے خیالات کا دل میں آنا اور جم جانا جیسا کہ اس کا بیان آئندہ آرہا ہے۔اور ہر ایک اپنی ایسی بات جانتا ہے جو دوسرا نہیں جانتا اور اعمال کے نتائج کا مدار نیتوں پر ہے۔اور ہر شخص کیلئے وہ ہے جسکی وہ نیت کرتا ہے ۱۲۔

اور ردالمختار جلد۵ باب الاجارۃ الفاسدہ میں ص۳۴ پر ہے۔

’’وقوله والملاھی) کالمزامیر والطبل واذا کان الطبل بغیر اللھو فلا بأس به کطبل الغزاۃ و العرس لما فی الاجناس ولا بأس بان یکون لیلۃ العرس الدف به یضرب لیعلن به النکاح و فی الولولجیه وان کان للغزوہ والقافلۃ یجوز ۱۲‘‘

اور درالمختار میں لفظ ملاہی سے مراد مزامیر (مثل بانسری وغیرہ اور مثل سارنگی وغیرہ) اور ڈھول ہیں اگر ڈھول لہو کے بغیر ہو۔مثلاً شادی یا جنگ کا نقارہ ہو تو کوئی حرج نہیں اور اگر شادی کی رات کو دف بجایا جائے۔تا کہ نکاح کا اعلان ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔اور الولولجیہ میں ہے اگر جنگ اور قافلہ کیلئے ہو تو جائز ہے۔

لاباس کے بارے میں بھی ردالمختار جلد۱ میں ص۸۱ پر ہے۔

’’ان کلمۃ لا باس قد تستعمل فی المندوب‘‘

کہ لاباس کا کلمہ کار ثواب میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

نہایہ شرح ہدایہ میں ہے

’’التغنی اللھو معصیۃ‘‘ لہو کیلئے گانا گناہ ہے۔

حاشیہ بزوری میں ہے۔

’’القید فی الروایات نفی ما عداہ‘‘

روایات میں قید کا پایا جانا ماسوا کی نفی کیلئے ہوتا ہے۔

کافی باب صفۃ الصلوۃ میں ہے۔

"التخصيص في الروايات يدل على نفي ما عداه اى

نفي الحكم فيما عداه"

ترجمہ: روایات میں تخصیص اپنے ماسوا کی نفی پر دلالت کرتی ہے۔ یعنی ماسوا پر حکم نفی کا فائدہ دیتی ہے۔

شرح وقایہ فی اواخر باب المہر میں ہے۔

"ولا خلاف في ان التخصيص بالذكر في الروايات يدل

على نفي الحكم فيما عداه"

ترجمہ: اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ روایات میں تخصیص کا مفاد ماسوا پر نفی حکم کی دلالت ہوا کرتا ہے۔

بنا بر تحقیق مندرجہ بالا ذیل میں فقہا کی عبارات پر غور فرمایا جائے۔ بدائع حنفیہ میں ہے۔ "ضرب القصب والدفوف سنته للغرض الشرعي لا للهو"

ترجمہ: بانسری اور دفوں کا بجانا شرعی غرض کیلئے سنت ہے لہو کیلئے نہیں۔

تکملہ بحر الرائق اور فتاوی فقیہ ابو اللیث میں ہے۔

"قال الفقهاء ضرب الدفوف والقصب سنتة

للضروريات الشرعية لا للهو فليس فيه اختلاف الفقهاء

و هكذا اجرة المغني بلا شرط حلال"

ترجمہ: فقہا نے کہا ہے۔ ضروریات شرعیہ کیلئے دفوں اور باجوں کا بجانا سنت ہے نہ کہ لہو کیلئے۔ پس اسمیں فقہا کا کوئی اختلاف نہیں اور اسی طرح گویے کی اجرت بلا شرط حلال ہے۔

نیل الاوطار جلد ۶ ص ۱۰۵، اور جلد ۴ ص ۲۰۰ میں ہے

"قال ابو العباس و ابو حنيفة و اصحابه بل مباح لقوله

عليه السلام واضربوا عليه بالدف وهذا هو الظاهر

الاحاديث المذكورة في الباب بل لا يبعدان يكون

ذلك مندوبا ولان ذالك اقل مايفيده الامر في قوله

اعلنوا هذا النكاح الحديث و يويد ذلك ما في حديث

المازني ان النبي ﷺ كان يكره نكاح السرحتي

يضرب بالدفوف"

ترجمہ: ابو العباس اور امام ابو حنیفہ اور فقہا حنفیہ فرماتے ہیں کہ نکاح کے وقت دف کا بجانا بنا بر حدیث واضربوا علیہ بالدفوف مباح ہے۔ اور یہی احادیث مذکورہ باب سے ظاہر ہے۔ بلکہ بعید نہیں کہ اباحت سے زائد یہ فعل مندوب اور مستحب یعنی فعل ثواب ہو۔ اور اسلئے بھی کہ حدیث اعلنو اہذا النکاح کا امر کم از کم استحباب کو تو مفید ہے اور اسکی تائید حدیث مازنی مذکور سے بھی ہوتی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نکاح سری کو مکروہ سمجھتے تھے تا آنکہ دف نہ بجایا جائے۔

مسئلہ سماع حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔

"حرمة الغناوغيرها مقيد باللهو فما يكون بغير اللهو

لغرض الدين كما في العرس والوليمة واستعداد الغزاة

والقافله ولحصول رقة قلوب عباد الله المرضية عندالله

لا يكون حراماً على مذهب الحنفية"

ترجمہ: گانے بجانے کا حرام ہونا لہو کی وجہ سے ہے۔ پس جو لہو کے بغیر دینی اغراض

مثلاً شادی دعوت ولیمہ تیاری غازیان روانگی قافلہ اور خدا کے پسندیدہ لوگوں کی رقت
قلب کیلئے گانا بجانا ہو، مذہب حنفیہ میں حرام نہیں۔ انتہی کلامہ

حدیث حرمت غنا کی حیثیت

اگر چہ اوراق سابقہ میں مرویات والہ بر حرمت غنا کا اجمالی جواب ہو چکا
ہے۔ تاہم نمونۃ چند ایک احادیث مستدلہ قائلینِ حرمت پر نقد ونظر ضروری ہے۔ تا کہ
تلبیسات ابلیسانہ کے مقابلہ میں لاحول کا فائدہ حاصل ہو سکے لہذا سنئے۔

"عن ابی عامر او ابی مالک الاشعری قال سمعت
رسول اللہ ﷺ لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحر
والحریر والخمر والمعازف"۔ (رواہ البخاری فی کتاب
الفتن بخاری مطبوعہ مصر جز ۳ کتاب الاشربہ ایضاً بخاری مطبوعہ اصح
المطابع جلد ۲ ص ۸۳۷ کتاب الاشربہ)

ترجمہ: ابی عامر یا ابی مالک اشعری سے روایت ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے رسول
اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ میرے امت میں کئی اقوام شرمگاہ حریر شراب اور
معازف کو حلال کرلیں گی۔

بوجوہ ذیل اسکی صحت مخدوش ہے اور لائق استناد نہیں۔

(۱) اس حدیث کے رواۃ میں پہلا راوی ہشام بن عمار ہے۔ میزان الاعتدال
للحافظ الذہبی جلد ۳ ص ۲۵۵ میں اسکے متعلق توثیق کے ساتھ یہ بھی منقول ہے۔

"لہ ما ینکر قال ابو حاتم صدوق قد تغیر... و قال ابو
دائود حدث باربعمائة حدیث لا اصل لها.... ولد هشام
سنته ثلث و خمسین و مائته سنته و توفی سنته خمسین

واربعین ومائتین له اثنتان و تسعون سنته"

ترجمہ: اسکی روایات منکر ہیں۔ ابوحاتم نے کہا سچا ہے لیکن تحقیق متغیر ہو گیا تھا۔ اور ابو
داؤد نے کہا اس نے چار سو حدیث بیان کی جسکا کوئی اصل نہیں۔ ہشام ۱۵۳ھ میں
پیدا ہوا اور ۲۴۵ھ میں وفات پائی۔ اسکی عمر ۹۲ سال ہوئی۔

اور دوسرا راوی صدقہ بن خالد ہے۔ نیل الاوطار للشوکانی جلد ۸ ص ۱۰۶، ۱۰۷
میں اسکے بارے میں ہے۔

"وقد حکی ابن الجنید عن یحیی بن معین انه لیس
بشیء وروی المزنی عن احمد انه لیس بمستقیم"

ترجمہ: اور تحقیق ابن جنید نے امام یحیی بن معین سے بیان کیا ہے کہ صدقہ بن خالد قطعاً
کوئی شئے نہیں۔ اور مزنی نے امام احمد بن حنبل سے روایت کیا کہ لاریب وہ مستقیم نہیں

(۲) حدیث مذکور سنداً متناً اور معناً مضطرب ہے

سنداً

۱۔ راوی کو اسم صحابی تک میں تردد ہے۔

۲۔ امام ابن حزم کے قول کے مطابق بخاری اور ہشام میں انقطاع ثابت ہے
۔ اور یہ انقطاع چار و ناچار حافظ ابن حجر شارح بخاری کو بھی جیسا کہ اوراق سابقہ میں
گذر چکا ہے، ماننا پڑا،

فائدہ: الفرقان شاہ ولی اللہ نمبر ص ۲۷۶ میں ہے۔

''امام بخاری جو سب سے زیادہ متقن مانے جاتے ہیں۔ ان کی
کتاب میں حافظ ابن حجر چالیس کے قریب ایسی حدیثیں مانتے ہیں

جن کی اسانید ضعیف ہیں اور حافظ صاحب کے پاس ان کا کوئی حل نہیں۔"

انور الباری شرح اردو بخاری حصہ دوم تذکرۂ محدثین ص ۳۲ از سید احمد رضا بجنوری مجددی مطبوعہ مکتبہ ناشر العلوم دیوبند یوپی میں ہے۔

"فرمایا۔ میری نظر میں بخاری کے رواۃ کی ایک سو سے زیادہ غلطیاں ہیں اور ایک راوی کئی جگہ باہم متعارض ومتخالف روایات کرتا ہے۔ مولانا انور شاہ کشمیری ۱۲"

اسی کتاب میں پھر ص ۱۴۱ پر ہے۔

"دارقطنی وغیرہ کے ایرادات مشار الیہا سے یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے۔ کہ صحیح بخاری کی تلقی بالقبول کا یہ مطلب نہیں کہ اسکی سب کی سب احادیث کی صحت پر اجماع ہوگیا۔ کیونکہ ایسے مواضع بھی ہیں کہ جنکی صحت متنازع فیہ ہے۔ اسی لئے خود ابن صلاح نے بھی ان مواضع کو مستثنیٰ قرار دیا۔ جن پر دارقطنی وغیرہ نے تنقید کی ہے۔ اور شرح مقدمہ مسلم میں کہا کہ بخاری ومسلم پر جو مواخذہ یا قدح معتمد حفاظ حدیث کی طرف سے وارد ہے۔ وہ ہمارے فیصلہ سابق سے مستثنیٰ ہے۔ کیونکہ اتنے حصے کی تلقی بالقبول پر اجماع نہیں ہوا۔ اور اس موقع پر امام نووی کا کلام شرح مسلم میں ان کے کلام شرح بخاری سے مختلف ہے۔ اور جس طرح انہوں نے اس مسئلہ کو لپیٹنے کی سعی کی ہے وہ کامیاب نہیں"

حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۰۶ میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رقمطراز ہیں۔

"اما الصحیحان فقد اتفق المحدثون ان جمیع ما فیها بین المتصل المرفوع صحیح بالقطع"

ترجمہ: بہر حال صحیح بخاری اور صحیح مسلم کہ پس تحقیق محدثین نے اتفاق کیا ہے کہ ان دونوں کتابوں میں وہ تمام روایات جو متصل مرفوع ہیں قطعاً صحیح ہیں۔

ان تمام عبارتوں سے واضح ہے کہ حدیث زیر بحث متصل مرفوع نہ ہونے کی وجہ سے مظنون الصحت ہے۔ **والظن لا یغنی من الحق شیء** ۔

فائدہ: حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۰ میں ص ۴۳ پر روایت زیر بحث کے معروف الاتصال ہونے پر بڑی شرح وبسط سے بحث کر کے بالآخر اقرار کیا ہے۔ **فهذا مما كان اشكل امره علیّ** کہ یہ مجھ پر دیگر مقاماتِ مشکلہ میں سے ہے۔

رہا یہ کہ صحیح بخاری میں اور کونسے ایسے مقامات ہیں جنکی جوابدہی کیلئے امام ابن حجر کو دشواری پیش آئی ہے۔ تفصیل کیلئے تو ہدی الساری مقدمہ فتح الباری شرح بخاری کا مطالعہ مناسب ہوگا۔ البتہ مثالاً ایک مقام پیش خدمت ہے۔ ہدی الساری مقدمہ فتح الباری جزو ۲ ص ۱۰۵ پر کتاب الطلاق کی ایک روایت پر اعتراض کا جواب دیتے ہوئے حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔

"فهذا جواب اقناعی وهذا عندی من المواضع العقيمة عن الجواب السديد ولا بد للجواد من كبوة والله المستعان"

ترجمہ: پس یہ جواب اٹکل پچو ہے۔ اور میرے نزدیک ان دشوار اور لاجواب مقامات سے ہے جن کا صحیح جواب نہیں ہوسکتا۔ اور تیز رفتار گھوڑا بھی ضرور ٹھوکر کھاتا ہے۔ اور اللہ ہی سے استعانت چاہی گئی ہے۔

اضطراب متناً

۱۔ بعض روایات میں لفظ یَسْتَحِلُّوْنَ پایا جاتا ہے اور بعض میں نہیں پایا جاتا۔

۲۔ لفظ معازف جو محل استدلال ہے۔ ابوداؤد میں نہیں ہے۔

۳۔ بعض روایات میں حِرٌ بمعنی شرمگاہ اور بعض میں خز بمعنی ابریشم ہے۔

۴۔ مسند امام احمد اور مسند ابن ابی شیبہ استاد امام بخاری میں لیشربن اناس من امتی الخمر کے الفاظ پائے جاتے ہیں۔ جو اس روایت میں موجود نہیں۔

اضطراب معناً

لفظ معازف معانی مختلفہ کا متحمل ہے۔ چنانچہ

(۱) ''الغرف صوت الدف کذا فی المنجد وفی حواشی الدمیاطی المعازف الدفوف '' منجد میں ہے کہ غرف دف کی آواز کو کہتے ہیں۔ اور حواشی دمیاطی میں معازف کے معنی دفوف ہیں۔

(۲) ''نقل القرطبی عن الجوھری ان المعازف الغنا '' قرطبی نے جوہری سے نقل کیا ہے کہ معازف گانا ہے۔

(۳) ''وفی صحاح الجوھری ص ۳۵۸ انھا آلات اللھو وایضاً مختار الصحاح ص ۳۴۹ '' اور صحاح میں ہے کہ یہ آلات لہو ہیں۔

(۴) ''وفی القاموس معازف الریاح اصواتھا والمعازف الملاھی کا

العود والطنبور ایضاً منتھی الارب جلد ۳ '' اور قاموس میں ہے کہ معازف الریاح کے معنی ہواؤں کی آوازیں ہیں اور معازف ملاہی مثل بربط اور طنبور کو کہتے ہیں۔

(۵) ''الغریف صوت الجن کذا فی مختار الصحاح ص ۳۴۹ '' غریف آوازِ جن ہے۔

فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۰ ص ۴۵، ۴۶ میں ہے۔

''(قولہ والمعازف) بالعین المھملۃ والزائ بعدھا فاء جمع معزفہ بفتح الزاء وھی آلاف الملاھی ونقل القرطبی عن الجوھری ان المعازف الغناء والذی فی صحاحہ انھا آلات اللھو و قیل اصوات الملاھی وفی حواشی الدمیاطی المعازف الدفوف وغیرھا مما یضرب بہ ویطلق علی الغناء عزف وعلی کل لعب عزف''

ترجمہ: (راوی کا قول المعازف) ساتھ عین مہملہ کے اور زا کے اسکے بعد فا ہے۔ معزفہ فتح زا کے ساتھ کی جمع ہے اور یہ آلات ملاہی ہیں اور قرطبی نے جوہری سے نقل کیا ہے کہ معازف گانا ہے۔ اور جوہری کی صحاح میں آلات لہو کو کہا گیا ہے۔ اور بعض نے کہا

امام بدرالدین حنفی عینی جلد ۹ ص ۳۲۹ اور حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری جلد ۹ ص ۶۳ میں فرماتے ہیں۔ ''عن عبید بن عمر قالا کان لداؤد علیہ السلام معزفۃ یتغنی علیھا ویَبکیٰ ویُبکیٰ '' اور رسالہ سماع میں علامہ شوکانی غیر مقلد نے لکھا ہے ''اخرج عبدالرزاق بسند صحیح عن ابن عمر ان دائود علیہ السلام یا خذ المعزفۃ فیضرب بھا ویقرا علیھا زبور ۱۲ ۔ سید مرتضی حنفی زبیدی اتحاف السادہ جلد ۶ ص ۴۷۱ اور حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری جلد ۹ ص ۶۲ میں لکھتے ہیں ''قال ابن عباس ان دائود علیہ السلام کان یقرأ الزبور بسبعین لحناً ولھجۃ ۱۲۔ یقرا قراۃ یطرب منھا المحموم ۱۲ تپ زدہ ۱۲

کہ ملاہی کی آوازیں ہیں۔ اور حواشی دمیاطی میں ہے۔ معازف دفوف وغیرہ ہیں جو بجائے جاتے ہیں اور گانے پر بھی عزف کا اطلاق کیا جاتا ہے اور ہر کھیل کو بھی عزف کہا جاتا ہے۔

اگر کوئی بے سروپا کہ اٹھے۔ کہ حرا اور خز باختلاف روایات دونوں حرام ہیں اور ایسے ہی معازف کے جسقدر معانی منقول ہیں۔ باطلاقہا ان سبکو حرام مانا جائے۔ تو عجیب مخمصہ میں گرفتار ہو جائیگا۔ کیونکہ اگر خز کی روایت کو صحیح مان لیا جائے۔ تو العیاذ باللہ صحابہ کرام کی کثیر جماعت کو فسق سے ملوث ماننا پڑیگا۔ دیکھئے فتح الباری جلد ۱۰ میں ص ۲۵ پر ہے۔

''لان کثیر امن الصحابة لبسوه (الخز) '' (اسلئے کہ بہت سے صحابہ نے ابریشم پہنا ہے۔) اور کچھ آگے چل کر حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔

"وقال ابن العربی الخز بالمعجمتین والتشدید مختلف
فیه والا قوی حله ولیس فیه وعید ولا عقوبة با جماع"

ترجمہ: اور ابن عربی نے کہا خز مختلف فیہ ہے اور اقوی اسکی حلت ہے اور اجماعاً نہ اس میں وعید ہے اور نہ عقوبت ہے۔

اور اسی طرح اگر معازف کے تمام معانی میں حرمت کا حکم کیا جائے تو خاک بدہن قائل اسکی زد سے شارح علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نفوس مقدسہ تابعین تبع تابعین فقہا اور محدثین کی ذات مبارکہ پر پڑتی ہے۔ ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔ وللہ در من قال

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہیں مرغ قبلہ نما آشیانے میں

الغرض سند متن اور معنی میں اضطراب کی بنا پر یہ روایت زیر بحث قابل استدلال نہیں۔ اور اضطراب فی المعنی کی وجہ سے

(۱) یا مشترک المعانی ہے۔ جو مفید قطعیت حکم نہیں۔ اور اگر بالفرض مفید عموم قطعی ہو بھی تو مفہوم عام کا عدم تعین بوجہ احتمالات متعددہ تعین قطعی کا منافی ہے۔

(۲) یا مجمل ہے اور اجمال کیلئے شارع علیہ وآلہ الصلوۃ السلام سے تفسیر ثابت نہیں فلیست بحجۃ اور بشرط صحت بھی اثبات حرمت میں قابل استناد نہیں۔

۱۔ عام کا حکم قطعیات میں قطعی ہوتا ہے اور خبر واحد ظنی مفید قطعیت نہیں۔

۲۔ اور اگر عام ہے تو بقاعدہ محققہ وما من عام الا وقد خص منہ البعض ادلہ جواز مخصصہ ہیں کذا ثبت من الاحادیث الصحیحۃ الصریحۃ وتعامل الامہ۔

(۳) معازف معرف باللام صیغہ جمع ہے۔ اور صیغہ جمع معرف باللام اس وقت مفید استغراق ہوتا ہے جبکہ عہد کا قرینہ نہ پایا جائے۔ مثلاً قال الله تعالیٰ حاکیاً عن موسی علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام تُبتُ الیک وانا اول المسلمین۔ المسلمین میں لام بالاتفاق مفید استغراق نہیں۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اولیت جمیع مسلمین پر غیر واقعی ہے۔ بناً علیہ المعازف میں بھی بوجہ ادلہ جواز اور براہین تحلیل احادیثہ وآثارہ لام استغراق نہیں بلکہ لام عہد ہے۔ اور اس پر خود سیاق حدیث بھی دلالت کرتا ہے کہ حر اور حریر اور خمر کو معرف باللام صیغہ مفرد سے اور معازف کو معرف باللام صیغہ جمع سے روایت کیا گیا ہے۔ اگر نفس ماہیت معزف کی حرمت مقصود ہوتی۔ تو اسکے بقیہ اخوات کی طرح معازف کو بھی صیغہ مفرد معرِف بلام الجنس سے ذکر کیا جاتا۔ کیونکہ نفس ماہیت کی حرمت جمیع افراد کی حرمت کو لازم ہے۔

مگرافراد سے عدول کر کے جمعیت لانا مثبت ہے کہ عدم جنس کہ جو مفید نفس ماہیت ہے
سے لام عہد کی طرف رجوع کیا گیا ہے۔ تا کہ معازف معتاد اہل شرب (شراب
خواروں) کی حرمت کا اثبات ہو جائے۔ اور معازف مباحیہ کا استثنا خود بخود لازم آ
جائے۔ وھذا الحق لیس به خفاء

دیکھا آپ نے جب قائلین حرمتِ آلاتِ غنا کی حدیث بخاری کا یہ حال
ہے تو ان کے بقیہ متدلات کی حقیقت کیا ہوگی۔ وان ھم الا یظنون ۔ یہ لوگ تو
اوہام وظنون کی پرخار وادیوں میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ والظن لا یغنی من الحق
شیئا ۔ اور ظن حق سے ذرا بھی بے پرواہ نہیں کرتا۔ بناء علیہ اوہام باطلہ کی بنا پر حقائق
ثابتہ کو نہیں چھوڑا جا سکتا،

الاعتراض

"عن ابن مسعود عند ابن ابی شیبة باسنادصحیح انه
قال فی قوله تعالی ومن الناس من یشتری لهو الحدیث
قال هو والله الغناء اخرجه الحاکم والبیهقی و صححاه
واخرجه البیهقی ایضاً عن ابن عباس بلفظ الغناء
واشباهه و ایضاً عن ابن مسعود عند ابی داؤد والبیهقی
مرفوعاً بلفظ الغنا ینبت النفاق فی القلب وفیه شیخ لم
یسم ورواہ البیهقی موقوفاً فی الباب و اخرجه ابن عدی
من حدیث ابی هریرة قال ابن طاهر اصح الاسانید فی
ذلک انه من قول ابراهیم"

ترجمہ: ابن ابی شیبہ صحیح اسناد سے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں
نے آیہ قرآنیہ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَّشْتَرِي لہوالحدیث میں کے لفظ لہوالحدیث کی تفسیر
میں فرمایا کہ بخدا یہ گانا ہے اور حاکم اور بیہقی نے بھی مع التصحیح روایت کی ہے اور بیہقی
حضرت ابن عباسؓ سے بھی گانا وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ اور ابوداؤد اور بیہقی نے
حضرت ابن مسعود سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ غنا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے۔ اور
اس میں ایک راوی حدیث کا نام نہیں لیا گیا۔ اور بیہقی اسی باب میں مرفوعاً روایت
کرتے ہیں۔ اور ابن عدی نے ابوہریرہؓ کی حدیث سے اخراج کیا ہے۔ علامہ ابن
طاہر محدث کا قول ہے کہ اس میں اصح الاسانید کی رو سے ثابت ہے کہ یہ ابراہیم کا قول
ہے۔ انتھیٰ

الجواب اللهم ملهم الحق والصواب

امام علامہ ابن حزم محدث جواب دیتے ہیں۔ کہ قائلین حرمت غنا کے جملہ استدلالات
میں سے صرف یہی روایت ہے۔ جو حضور علیہ وآلہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد نہ ہونے کی
وجہ سے اول تو حجت نہیں اور بغرض تسلیم حجیت بھی ان معاندین کے مفید مطلب نہیں
کیونکہ بنا بر نص آیہ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللهِ بوجہ علیت اضلال مذموم ہے۔ نہ کہ مطلقاً غنا اور
گانا والنعم ما قیل۔

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد — خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ است

الدین الخالص میں ہے

"قوله تعالیٰ لیضل للتعلیل ای لیضل غیره عن طریق
الهدی ومنهج الحق فافاد هذاالتعلیل انه انما یستحق

الذم من اشترى لهو الحديث لهذا المقصد ويؤيده سبب النزول"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے قول لیضل میں لام علت کیلئے ہے مراد یہ کہ اپنے غیر کو ہدایت کے راستے اور حق کے مسلک سے گمراہ کرے۔ تو اس علت نے یہ فائدہ دیا کہ مذمت کا مستحق صرف وہ ہے۔ جو لہو حدیث کو اس مقصد کیلئے استعمال کرے۔ اور سبب نزول اسی کی تائید کرتا ہے۔

تنبیہ نبیہ

(قاعدہ کلیہ) ایسی جملہ روایات میں بشرط وفرض صحت وثبوت الغنا اور التغنی وغیرہ میں بنا بر قرنیہ ادلہ جواز احادیث اور اخبار وآثار اور تعامل امت لام عہد متیقن ہے اور اس سے وہ گانا بجانا مراد ہے جو راہِ حق سے انحراف کا موجب اور اشتغال معاصی کے ساتھ ہو۔ اور اسے ہم بھی حرام کہتے ہیں۔ فقط ہذا ماسنح لی واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم

تمت بالخیر

فقیر نور احمد انور فریدی

خطیب جامع مسجد عارف باللہ

مولانا المولوی محمد عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ راجپوت بھٹی

جتوئی ضلع مظفر گڑھ (مغربی پاکستان)

علامہ انور فریدی رحمۃ اللہ علیہ مشاہیر کی نظر میں

غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ موصوف علوم ظاہری و باطنی میں بلند مقام رکھتے ہیں۔ جہاں تک فقیر کی معلومات کا تعلق ہے۔ کوئی متداول فن ایسا نہیں جس میں مولانا نور احمد انور فریدی کو ید طولیٰ حاصل نہ ہو۔

(تعارف فتاویٰ فریدیہ ۲۹ ستمبر ۱۹۷۳ء)

استاذ العلماء علامہ مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ نعیمیہ لاہور

مدارس اہلسنت کے وفاق اور تنظیم کی شدید ضرورت آپ کی بصیرت افروز نگاہوں سے پوشیدہ نہیں۔ آپ کی شرکت اور زریں مشورے ضروری ہیں۔ آپ امت کے لئے خضر راہ ہیں۔ عوام اہلسنت کی اُمیدیں آپ سے وابستہ ہیں۔ (مکتوب گرامی ۲۰ مارچ ۱۹۶۰ء)

خواجہ الطاف حسین صدیقی صدر کمیٹی نوریہ فریدیہ

مجھے اپنے محسن حضرت علامہ مولانا نور احمد انور فریدیؒ کی ذات گرامی کی مایہ ناز کتاب اباحتہ السماع پر اظہار خیال کے لئے حضرت کے صاحبزادہ مولانا احمد علی فریدی کا حکم ہوا۔ میری کیا بساط کہ میں ایک رفیع الشان محقق، روشن خیال فقیہہ اور آہ نیم شبی سے لطف اندوز ہونے والے عالم و عارف، مرد خود آگاہ اور ان کی بلند پایہ تحقیقی کتاب پر ان کی علمی جلالت کے شایانِ شان خامہ فرسائی کرسکوں۔

"چہ نسبت خاک رابحالم پاک"

سماع بالمزامیر کے جواز پر علامہ انور فریدیؒ کا یہ پر مغز مقالہ لمحہ موجود میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ ارباب علم و دانش کے لیے ایک خوبصورت اور قابل فخر تحفہ ہے۔

(خاکسار خواجہ الطاف حسین صدیقی ۹ ستمبر ۲۰۰۶ء)